REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD NO P.GDP-3

جلد ۲۶ — شمارہ ۳۵

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

نائبین: جاوید اقبال اختر، محمد انعام غوری

شرح چندہ: سالانہ ۱۵ روپے، ششماہی ۸ روپے، ممالک غیر ۴۰ روپے، فی پرچہ ۴۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

۱۹ رمضان المبارک ۱۳۹۷ ہجری — یکم تبوک ۱۳۵۶ ہش — یکم ستمبر ۱۹۷۷ عیسوی

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۹ ظہور (اگست) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مورخہ ۲۰ اگست ۷۷ء کی اطلاع مظہر ہے کہ

"طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ"

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں

— ربوہ سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت عرصہ سے ہائی بلڈ پریشر کے سبب علیل چلی آ رہی ہے گزشتہ دنوں آپ کو شدید حملے آنے شروع ہوئے اس وجہ سے بستر سے اٹھنا بھی مشکل ہو گیا اور دو مرتبہ بے ہوش بھی ہو گئیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس قیمتی وجود کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کے وجود کو ہم میں تا دیر سلامت رکھے آمین (باقی صفحہ ۱۱ کالم ۲ پر)

خلاصہ خطبہ جمعہ

ماہ رمضان میں عبادات اور عاجزانہ دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرو

ربوہ ۱۹ ظہور۔ جامع مسجد اقصیٰ میں آج نماز جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر پڑھائی حضور نے خطبہ جمعہ میں احباب کو ماہ رمضان میں عبادات اور عاجزانہ دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا کو حاصل کرنے کی نصیحت فرمائی۔ حضور نے خطبہ جمعہ کے آغاز میں قرآن کریم کی آیت شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ (البقرہ: ۱۸۶) تلاوت فرمائی۔ اور پھر بتایا کہ ماہ رمضان بہت سی برکتیں لے کر آ گیا ہے۔ اس مہینہ میں صرف روزے رکھنے کا حکم نہیں ہے۔ بلکہ [illegible] کے ساتھ روزے رکھنے کے ساتھ ساتھ ہمیں دعائیں کرنے، نوافل پڑھنے اور اپنے اوقات کو ذکر الٰہی سے معمور کرنے اور مستحقین کا خاص خیال رکھنے کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ یہ مبارک مہینہ بڑے چھوٹے اور امیر و غریب کا امتیاز ختم کر دیتا ہے کیونکہ دن کے وقت روزہ رکھنے اور رات کو دعائیں کرنے کے لحاظ سے چھوٹے بڑے میں کوئی امتیاز باقی نہیں رہتا۔ اس ماہ کو یہ عظمت بھی حاصل ہے کہ حضرت جبرائیل اس ماہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر قرآن مجید کے اس حصہ کا جو اس وقت تک نازل ہو چکا تھا۔ دور کیا کرتے تھے اسی لئے ہم بھی اس مہینہ میں مرکز میں قرآن کریم کے درس کا اہتمام کرتے ہیں مقامی دوستوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس درس میں شامل ہونا چاہیئے۔

حضور نے مندرجہ بالا آیت کی تفسیر کرتے ہوئے بتایا کہ اس میں قرآن کریم کی عظمت کے بارے میں یہ تین باتیں بیان کی گئی ہیں (۱) یہ ھُدًی لِّلنَّاس ہے یعنی ہدایت کی جو باتیں لوگ بھول گئے تھے انہیں دوبارہ نازل کیا گیا اور جو بد عادات لوگوں میں راہ پا گئی تھیں انہیں دور کر کے بنیادی اور ابدی صداقتوں کو قائم کر دیا (۲) گزشتہ مذاہب میں جو باتیں مجمل طور پر بتائی گئی تھیں انہیں قرآن مجید نے کھول کھول کر بیان کر دیا (۳) یہ فرقان بھی ہے یعنی مختلف ممالک اور زمانوں میں ہدایت کے بارے میں جو اختلاف پایا جاتا تھا انہیں دور کر کے حق و باطل میں کھلا کھلا امتیاز پیدا کر دیا اور ایسی کامل اور مکمل شریعت عطا فرما دی جس نے گزشتہ مذاہب اور گزشتہ شریعتوں کے تمام اختلافات کو دور کر دیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَإِنِّي قَرِيبٌ (البقرہ: ۱۸۷) یعنی اللہ تعالیٰ نے اس سوال کے جواب میں کہ پہلوں میں اور مسلمانوں میں کیا امتیاز ہے فرماتا ہے کہ پہلے لوگ اللہ تعالیٰ کے قرب سے محروم اور مہجور ہو گئے تھے جبکہ مسلمانوں کو قرب الٰہی کی نعمت حاصل ہے بشرطیکہ وہ میرے احکام کو قبول کریں اور ایمان پر ثابت قدمی کے ساتھ قائم رہیں اور دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور عظمت کا مشاہدہ کر لیں اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرشار اور اس کے خوف سے لرزاں و ترساں رہیں۔

آخر میں حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا رقم فرمودہ ایک نہایت ایمان افروز حوالہ دعا کی عظمت و اہمیت کے بارہ میں پڑھ کر سنایا جس میں حضور نے بتایا ہے کہ معرفت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور دعاؤں پر خاص طور پر زور دینے سے حاصل ہوتی ہے حضور نے فرمایا ماہِ رمضان میں ہمیں خاص طور پر ایسی دعائیں کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے جو ہر قسم کے کبر و ریا اور غرور سے پاک ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ صراط مستقیم پر قائم رکھے اور اپنی رضا کی جنتوں کا ہمیں وارث بنائے۔

(۲) ربوہ ۵ ظہور (اگست) آج جامع مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے تشریف لا کر پڑھائی حضور نے خطبہ جمعہ میں سورہ بقرہ کے ابتدائی حصہ کی چند آیات تلاوت فرمائیں اور پھر ان کی تفسیر کرتے ہوئے بتایا کہ جب قرآن عظیم نازل ہوا تو لوگ ان تین گروہوں میں تقسیم ہو گئے (۱) قرآن کریم پر سچے دل سے ایمان لانے والے اور اس کے جملہ احکامات پر عمل کرنے والے مومنین (۲) قرآن کریم کا انکار کر کے منکرین میں شامل ہونے والے لوگ (۳) منافقین کا گروہ جن کے دلوں میں بیماری ہوتی ہے اور جو بظاہر ایمان لانے کے مدعی ہوتے ہیں مگر در پردہ مومنوں کے دلوں میں مختلف قسم کے شیطانی وساوس پھیلا کر فتنہ و فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی رو سے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ تفسیر القرآن کی روشنی میں بتایا کہ جہاں مومن ابتلاؤں اور آزمائشوں کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی بشارات کے ماتحت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کے طفیل پہلے سے بھی زیادہ آسمانی برکات سے حصہ لیتے ہیں۔ وہاں منافقین کو آزمائش کا وقت ننگا کر دیتا ہے اور ان کا اندرونی گند ظاہر ہو جاتا ہے حضور نے قرآن مجید میں بیان فرمودہ منافقین کی علامات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ (۱) ان کی زندگی تصنع بناوٹ اور ریا پر مبنی ہوتی ہے (۲) وہ چونکہ اللہ تعالیٰ کو علام الغیوب نہیں سمجھتے اور اس پر کامل ایمان نہیں رکھتے اس لئے وہ چالاکیوں اور دھوکہ بازیوں سے لوگوں کو ورغلانے کی کوشش کرتے ہیں (۳) وہ جھوٹ بولنے کے عادی ہوتے ہیں۔ (۴) ان کا دعویٰ یہ ہوتا ہے کہ ہم مصلح ہیں مگر در پردہ فتنہ و فساد اور کفر و شرک پھیلا رہے ہوتے ہیں (۵) وہ صاف اور واضح ارشادات و احکامات کو چھوڑ کر اور متشابہات کو لے کر بد عقیدگی اور فتنہ پھیلاتے ہیں (۶) وہ عاجزانہ راہوں کو اختیار کرنے کی بجائے متکبر ہوتے ہیں اپنے آپ کو کچھ سمجھتے اور مخلصین کو بے وقوف اور احمق قرار دیتے ہیں حضور نے فرمایا الٰہی سلسلوں میں بعض منافقین بھی ہوتے ہیں چنانچہ ہماری جماعت میں بھی جہاں بہت بھاری اکثریت مخلصین کی موجود ہے جو بشاشت کے ساتھ قربانیاں کرنے اور خدا کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ وہاں چند منافقین بھی موجود ہیں۔ جو مختلف وساوس جماعت میں پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں کبھی وہ کہتے ہیں جماعت خدانخواستہ خدا سے دور ہو گئی ہے حالانکہ دوسرے الفاظ میں اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ خدا نے مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا جو مقصد قرار دیا تھا۔ یعنی دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے اکٹھا کرنا نعوذ باللہ حضور علیہ السلام اس مقصد میں ناکام ہو گئے ہیں۔ کبھی یہ لوگ اگلی صدی کے مجدد کی بات کرتے (باقی صفحہ ۱۱ پر)

مالک: صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان سے چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان (پن ۱۴۳۵۱۶) سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ یکم تبوک ۱۳۵۶ ہش

شری کرشن اور آپ کا ناقابلِ فراموش اُپدیش

چند روز بعد مورخہ ۶ ستمبر کو شری کرشن کا جنم دن ہے۔ اس دن کو کرشن جنم اشٹمی بھی کہا جاتا ہے۔ اس تاریخی دن پر تمام کرشن بھگت اپنے اپنے انداز میں ان کی پوجا کرتے ہیں اخبارات خصوصی ضمیمے شائع کرتے ہیں آرٹسٹ اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے شری کرشن کی دلکش تصاویر بناتے ہیں۔ مضمون نگار اپنے علم اور لیاقت کے مطابق اس مہاپرش کا جیون چرتر اور کارنامے کو پیش کرنے کی سعادت پاتے ہیں۔ ہر سال شائع ہونے والے اس طرح کے جسقدر لٹریچر کو بصورتِ اخبارات ورسائل ہمیں دیکھنے اور مطالعہ کرنے کا موقع ملا ہے سچی بات تو یہ ہے کہ ان کے مطالعہ وملاحظہ کے بعد ہمارے دل میں ہمیشہ ہی یہ خواہش پیدا ہوتی رہی ہے کہ کاش کوئی کرشن بھگت آپ کی بلند روحانی شخصیت کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کو قابلِ اعتراض انداز میں پیش کرنے سے اپنے قلمکاروں مصوّروں کو منع کریں۔ خدا بھلا کرے شری ویریندر ایڈیٹر پرتاپ جالندھر کا جنہوں نے ۱۹ راگست کے شمارہ میں ٹھیک انہیں لائنوں پر اپنے دوستوں کو غور و فکر کرنے اور شری کرشن کو پیش کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے جو عرصہ دراز سے ہم چاہ رہے تھے موصوف نے "کرشن جنم اشٹمی آرہی ہے"۔ کے عنوان سے جو نوٹ لکھا ہے بہت مناسب اور بروقت ہے۔ موصوف لکھتے ہیں:۔

"ہمارے دیش میں جو مہاپرش ہوئے ہیں بھگوان کرشن کا شمار ان میں صفِ اوّل پر ہوتا ہے۔ جن کے لئے ہر طبقہ، ہر خیال اور ہر مذہب کے لوگوں کے دلوں میں عقیدت ہے۔ یہ ہماری بدقسمتی رہی ہے کہ کچھ لوگوں نے اپنے ذاتی مفاد کی خاطر انہیں نہایت غلط رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ نہ صرف ان کے متعلق نہایت بیہودہ قسم کے قصّے کہانیاں نشر کئے گئے بلکہ انہیں تصویروں کے ذریعے ایسے رنگ میں پیش کیا گیا ہے جسے دیکھ کر شرم سے سر جھک جاتا ہے کوئی بھی ہوش وحواس رکھنے والا شخص یہ باور کرنے کو تیار نہیں ہو سکتا کہ جس مہاپرش کی زبان سے گیت کا اپدیش نکلا ہو وہ کبھی ان حرکتوں کے مرتکب ہو سکتے تھے جو ان کے متعلق بعض اوقات تصویروں یا کہانیوں میں پیش کی جاتی ہیں"

ہم بالخصوص افرادِ جماعتِ احمدیہ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق اس بات کا پختہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہر ملک اور ہر قوم میں خدا تعالےٰ کے برگزیدہ بندے آئے جو سب کے سب ہمارے لئے نہایت درجہ قابلِ احترام ہیں ان کا تذکرہ ہمیشہ ایسے ہی انداز میں چاہیئے۔ جو ان کی بلند روحانی شان کے شایاں ہو جہاں تک مخصوص طور پر شری کرشن کی زندگی سے متعلق طرح طرح کی عجیب وغریب اور ناپسندیدہ قصّے کہانیوں کا تعلق ہے احمدیہ جماعت نے ہمیشہ ہی ان کو پسند نہیں کیا۔ اس کے برعکس ایسے واقعات کی ایسی تاویل وتشریح کی ہے جس سے شری کرشن کی شخصیت روحانی طور پر قابلِ احترام ثابت ہو۔ جماعتِ احمدیہ کی طرف سے برسوں پہلے کا شائع شدہ لٹریچر ہماری اس بات کی تصدیق کرتا ہے خوشی کی بات ہے کہ شری ویریندر جی نے اس غلط روش کے خلاف آواز بلند کی ہے۔

اب ضرورت ہے اس بات کی کہ ان باتوں کو دل میں جگہ دیتے ہوئے خارج میں بھی اس کا اثر دکھائی دے جیسا کہ اسی طرح کی کچھ تجاویز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شری ویریندر اپنے نوٹ میں آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

"جو بے انصافی ہم نے بھگوان کرشن سے کی ہے اب ہمیں اس کی تلافی بھی کرنا چاہیئے۔ اس کا ایک یہ بھی ڈھنگ ہے کہ کرشن جنم اشٹمی جگہ جگہ وسیع پیمانہ پر منائی جائے ان کے لئے بھگوان کرشن کی مورتی کی پوجا کرنا اتنا اہم نہیں۔ جتنا کہ ان کے بتائے ہوئے فلسفہ پر عمل کرنا ہے ہم مورتیوں کی تو پوجا کرتے ہیں۔ لیکن جو اپدیش ہمیں دیا جاتا ہے اسے بھول جاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم بھگوان کرشن کو پھر سے زندہ کریں۔ اس لئے زندگی کا جو فلسفہ انہوں نے پیش کیا تھا۔ اسے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں"۔

"جو قوم اپنے مہاپرشوں کو بھول جاتی ہے اور ان کی زندگی سے کوئی پریرنا نہیں لیتی وہ مُردہ ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ ہم شری رام اور شری کرشن جیسے اپنے مہاپرشوں کو یاد کرتے رہیں۔ اور جب بھی ان کا جنم دن آئے۔ اسے پوری شان وشوکت سے منائیں۔ زندگی کا جو راستہ وہ ہمیں بتا گئے ہیں اس پر چلنے کی کوشش کریں تاکہ جو ان کا قرض ہمارے اوپر ہے۔ اسے کسی نہ کسی شکل میں اتار سکیں"۔

(پرتاپ جالندھر ۱۹/۸/۷۷ صٓ۳)

بلاشبہ یہ سب باتیں اس قابل ہیں کہ ان کو یاد رکھا جائے اور ان پر عمل کیا جائے چونکہ شری کرشن ایک ملہم یا یہ روحانی شخصیت تھے۔ جنہوں نے کہ بارت واسیوں کو نہ صرف اپنے زمانہ میں روحانیت کا رستہ دکھایا اور صحیح ڈھنگ سے زندگی گزارنے کی تلقین کی بلکہ آپ کی مقدس کتاب میں ایسی ہدایات اب بھی موجود ہیں جو خود ہمارے اس زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں اور ایک سیدھی روحانی راہ کی نشاندہی کرتی ہیں۔ گیتا کے اپدیشوں میں سے ہمارے نزدیک ذیل کا اپدیش توسیع خصوصیت سے جگہ پانے کے لائق ہے۔ جس میں کہ آپ ارجن کو مخاطب ہو کر کہتے ہیں:۔

ترجمہ:۔ "جب جب دھرم کا ناش ہونے لگتا ہے ادھرم کی زیادتی ہونے لگتی ہے تب تب میں اوتار دھارن کیا کرتا ہوں نیکوں کی حفاظت اور گناہ گاروں کی سرکوبی اور دھرم کی اصامت کے لئے میں اوتار لیا کرتا ہوں"۔

(شریمد بھاگوت گیتا صٓ۵ ادھیائے ۴)

یہ اُپدیش اپنی عظیم القدر صداقت کے ساتھ اب بھی اسی طرح تروتازہ اور قابلِ غور ہے۔ جس طرح کہ ہزاروں ہزار سال پہلے کورکشیتر کے میدان میں سنا گیا۔ کیونکہ روحانی پیشوا کی اگر اس وقت ضرورت تھی جسے خود شری کرشن کی ذات نے پورا کیا۔ تو ہمارے اس پُرآشوب زمانہ میں کہیں زیادہ ضرورت ہے۔ چنانچہ بھاگوت گیتا میں خود ہمارے اس زمانہ سے تعلق رکھنے والے شلوک میں آتا ہے:

"سو ہے راجہ جب کلجگ کے اخیر میں بہت سے پاپ ہوتے رہیں گے تو نارائن خود دھرم کی رکھشا کی خاطر سنبھل دیش میں کلنگی اوتار دھارن کریں گے"۔

(بارہواں اسکند صٓ۶۲۳)

مقدم الذکر اپدیش کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ خدا تعالےٰ نے ہمارے اس زمانہ کو بھی کسی مہاپرش کی روحانی قیادت سے محروم نہیں کیا بلکہ گیتا میں مذکور پیشگوئی کے مطابق قادیان کی مقدس بستی سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ان پیشگوئیوں کے مصداق بن کر مبعوث ہوئے ہیں۔ آپ نے جس طرح مسلمانوں اور عیسائیوں کو اپنی گندی زیست کو چھوڑ کر نیکی اور پارسائی کا رستہ اختیار کرنے۔ خدا کی طرف منقطع ہونے اور بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی اور غمخواری میں لگ جانے کی تلقین کی اسی طرح آپ نے اپنے ہندو بھائیوں کو بھی ایسی ہی باتوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اس حقیقت کو ان کے سامنے نہایت درجہ محبت اور پیار کے ساتھ پیش کیا کہ جس روحانی مصلح کے آنے کی خبر گیتا میں دی گئی۔ اس کا مصداق میں ہوں۔ چنانچہ آپ نے لکھا:۔

"خدا تعالےٰ نے کشفی حالت میں بارہا مجھے اس بات سے اطلاع دی ہے کہ آریہ قوم میں کرشن نام ایک شخص جو گزرا ہے وہ خدا کے برگزیدوں اور اپنے وقت کے نبیوں میں سے تھا ... ہندوؤں میں اوتار کا لفظ درحقیقت نبی کے ہم معنے ہے اور ہندوؤں کی کتابوں میں ایک پیشگوئی ہے اور وہ یہ کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار آئے گا جو کرشن کی صفات پر ہوگا اور اس کا بروز ہوگا۔ اور میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ میں ہوں۔ کرشن کی دو صفت ہیں ایک رودّر یعنی درندوں اور سؤروں کو قتل کرنے والا یعنی دلائل اور نشانوں سے دوسرے گوپال یعنی گائیوں کو پالنے والا یعنی اپنے انفاس سے نیکوں کا مددگار اور یہ دونوں صفتیں مسیح موعود کی صفتیں ہیں اور یہی دونوں صفتیں

(باقی صٓ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

ماہ رمضان اپنی تمام برکتوں کے ساتھ شروع ہو چکا ہے اس کی برکات سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی کوشش کریں

خدا تعالیٰ نے جس رنگ میں اور جس قدر عبادت فرض قرار دی ہے اسے بجا لانا ہمارے لئے ضروری ہے

نہ اپنی طرف سے عبادت میں شدت پیدا کرو نہ اس سے بچنے کے بہانے ڈھونڈو بلکہ وہی کرو جس کا خدا نے حکم دیا ہے

از سیدنا حضرۃ خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۲ر اخاء ۱۳۵۰ ہش (۲۲ر اکتوبر ۱۹۷۱ء) بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی

وَاِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ۔

(البقرہ ۱۸۷)

اس کے بعد فرمایا:۔

ماہ رمضان اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آگیا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی برکات سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

لوگوں کا ایک گروہ تو ایسا بھی پیدا ہوتا رہا ہے جو یہ سمجھتے رہے ہیں کہ فرض عبادت یا وہ نوافل جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے ثابت ہوتے ہیں وہ انسان کی روحانی ترقی کے لئے کافی نہیں ہیں اس لئے انہوں نے اپنے نفس سے تجویز کر کے بہت سی ریاضتیں بنائیں اور خود کو اپنے تجویز کردہ مجاہدہ شدیدہ میں ڈالا حالانکہ

حقیقی اسلام کی روح

اسے تسلیم نہیں کرتی۔ کیونکہ اگر ہم اسے تسلیم کریں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جو علم (نعوذ باللہ) ہمارے رب کو نہیں تھا وہ ان لوگوں کو حاصل تھا یہ بات بالبداہت غلط ہے اپنے نفس سے مجاہدات اور ریاضتوں کو تجویز کرنا درست نہیں ہے۔ ہماری روحانی ترقی کے لئے اور ہماری روحانی قوٰی کی صحت کے قیام اور ان کی نشوونما کے لئے جو بھی ضروری تھا وہ سب قرآن کریم میں موجود ہے اور اس سے زیادہ کسی چیز کی ہمیں ضرورت نہیں اس لئے ایسے سب خیالات جو ایسی ریاضتوں پر منتج ہوتے ہیں اور انسان کو ایسے مجاہدہ شدیدہ میں ڈالتے ہیں جن کا علم ہمیں قرآن مجید سے نہیں ملتا یا طل اور فاسد ہیں۔

انہی لوگوں میں سے ملتا جلتا دیا اس گروہ کا حصہ کہنا چاہیئے ایک گروہ وہ ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنے زور سے اپنے رب کو راضی کرنے پر قادر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جو سہولتیں اور رعایتیں دی ہیں ان سے فائدہ اُٹھانا نہیں چاہتے مثلاً ایسی بیماری جس میں روزہ رکھنا جائز نہیں وہ ایسی بیماری میں بھی روزہ رکھ لیتے ہیں یا ایسی عمر جس میں روزہ رکھنا جائز نہیں وہ ایسی عمر میں بھی اپنے بچوں کو روزہ رکھوا دیتے ہیں۔ ہر عبادت کے لئے ایک

بلوغت کا وقت

ہے۔ جب تک انسان اس بلوغت کی عمر کو نہ پہنچے اس پر وہ عبادت فرض نہیں ہوتی لیکن یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تو کہا ہے کہ اس عمر میں روزے نہ رکھو اور نہ رکھواؤ لیکن ہم خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف خود اپنے بچوں سے ایسی عبادتیں کروائیں گے کہ جن سے ہم نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کو راضی اور خوش کریں گے یہ فاسد خیال ہے ایسا بیمار جس کیلئے روزہ رکھنا دوائی چھوڑ دینے یا بھوکا رہنے کے نتیجہ میں مضر ہو اور ہلاکت کا باعث ہو اسے روزہ نہیں رکھنا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار فرمایا ہے کہ دین العجائز اختیار کرو ہمارا رب انکسار اور تواضع سے خوش ہوتا ہے ہم اسے اپنے عمل سے خوش نہیں کر سکتے احادیث میں بڑی وضاحت سے یہ کہا گیا ہے کہ ہر نماز قبول نہیں ہوتی جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو اس وقت تک یہ عبادتیں قبول نہیں ہوا کرتیں۔ پس ہم عبادت سے اپنے رب کو راضی نہیں کر سکتے ہم اس عبادت سے اپنے رب کو راضی کر سکتے ہیں جو مقبول ہو جائے جسے اللہ تعالیٰ اپنے عاجز بندے کا تحفہ سمجھ کر قبول فرمائے۔

غرض ایک تو یہ گروہ ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ عبادات جس رنگ میں اور جس طور پر اور جس قدر اور جس مقدار میں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں یا جن کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت قرار دیا ہے وہ ہمارے لئے کافی نہیں اگر ہم صرف ان عبادتوں پر اکتفاء کریں گے تو ہماری روحانی ترقی ہماری روحانی پرورش اور نشوونما اپنے ارتقاء کو نہیں پہنچے گی حالانکہ یہ غلط خیالات ہیں۔

اور ایک وہ گروہ ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنی چالاکی سے اپنے رب کو خوش کر سکتا ہے۔ مثلاً بیماری ایسی نہیں جس میں روزہ چھوڑنا جائز ہو لیکن ایک ایسا آدمی جو بہانہ جُو ہے وہ اس قسم کی بیماری میں روزہ چھوڑ دیتا ہے۔ وہ بھی ایک مسئلہ خود تراشتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اتنی بیماری روزہ چھوڑنے کے لئے کافی ہے۔ یہ طریق غلط ہے۔ طبیعت میں بہانے کی جستجو نہیں ہونی چاہیئے بلکہ نیت یہ ہونی چاہیئے۔ خواہش یہ ہونی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے جس رنگ میں اور جس قدر عبادت ہمارے لئے فرض قرار دی ہے یا جو ہمارے لئے سنت بنائی گئی ہے ہم اتنی ہی عبادت کریں۔ مگر بشاشت اور خوشی سے کریں گے اور اس نیت سے کریں گے کہ ہمارا رب ہم سے راضی ہو جائے لیکن اگر کوئی آدمی یہ سمجھتا ہے کہ بہانے جس طرح انسان کے سامنے چلتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی چل سکتے ہیں تو وہ احمق بھی ہے اور ظالم بھی ہے وہ اپنے نفس پر ظلم کر رہا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کو پہچانتا نہیں وہ اس کے عرفان سے دُور ہے۔ پس

بہانہ جُو طبیعت

نہیں ہونی چاہیئے۔ کسی آدمی کا یہ سمجھنا کہ جسمانی لذت یا یہ سمجھنا کہ جسمانی صحت کو (اور وہ بھی ایک غلط نظریے کے ماتحت) ہم روحانی لذتوں اور رُوحانی صحت پر قربان کردیں گے اور اس میں ہماری بہتری ہے تو یہ غلط بات ہے یہ سراسر حماقت ہے اور یہ سمجھ لینا کہ خدا تعالیٰ کے سامنے بہانے چلتے ہیں۔ اس سے زیادہ حماقت کی بات تو کوئی اور ہو ہی نہیں سکتی۔

پس وہ لوگ جو روزہ چھوڑنے کے بہانے ڈھونڈتے ہیں انہیں اپنی اس عادت کو دور کرنا چاہیئے۔ اور وہ لوگ جو اپنے آپ کو مجاہدہ شدیدہ میں ڈالتے ہیں۔ اور ایسی ریاضتیں کرتے ہیں جو اسلام نے ہمیں نہیں بتائیں انہیں بھی اپنی یہ عادت چھوڑنی چاہیئے۔

ایک تیسرا گروہ ایسے لوگوں کا ہے۔ جو موجودہ زمانہ کے فلسفہ سے متأثر ہے۔ کہ جو عبادتیں قائم کی گئی ہیں ان میں ترمیم ہونی چاہیئے۔ یعنی خدا تعالیٰ کو نعوذ باللہ اس زمانہ کے حالات کا علم نہیں تھا۔ اس واسطے اس نے یہ قانون بنا دیا ہے۔ اب زمانہ بدل گیا ہے حالات بدل گئے ہیں۔ اب ان عبادتوں میں ترمیم ہونی چاہیئے لیکن ایسا خیال (ایسے خیال کے فی الواقعہ پائے جاتے ہیں) اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ تبدیلی کی ضرورت ہے بلکہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ لوگ روحانی بینائی سے محروم ہیں۔ اور جس کو جو کی انہیں خبر ہی نہیں یہ اس کے متعلق اصلاحی تجاویز کے نام سے تجاویز پیش کردیتے ہیں۔ یہ بھی غلط بات ہے جب علام الغیوب خدا نے ہماری جسمانی اور روحانی صحت اور روحانی نشوونما کے لئے کچھ عبادتیں ہم پر فرض قرار دی ہیں تو وہ ہمارے جسموں کے لئے بھی اور ہماری

روح کے لئے بھی بہتر ہیں نہ ساول روزے رکھنا جائز اور نہ رمضان کے مہینے میں جائز عذر کے بغیر روزہ چھوڑنا درست ہے اور پسندیدہ اور نہ کسی ترمیم کی ضرورت ہے۔ ہمیں

دین العجائز اختیار کرنا چاہیئے

جو خدا نے فرمایا ہے وہ ہم کریں گے جس کو وہ پسند فرماتا ہے اسی میں ہماری رضا ہے روزہ چھوڑنے کے لئے بہانے تلاش نہیں کریں گے۔ اور جب روزہ چھوڑنے کا حکم ہو تو اس وہم میں مبتلا نہیں ہونگے کہ ہم اپنے مجاہدے اپنی عبادت یا کوشش سے اپنے رب کو راضی کر لیں گے۔ ہم اسی طرح راضی نہیں کر سکیں جو عبادت قبول ہو گی جو تحفہ لے لیا جائے گا۔ اسی کا نتیجہ نکلے گا۔ اسی کے نتیجہ میں ہمیں رضائے الٰہی حاصل ہو گی اس کے بغیر تو (یعنی عبادت کے زور سے) رضائے الٰہی حاصل نہیں ہو سکتی۔

رمضان کی عبادت محض بھوکا رہنے کا نام نہیں حدیثوں میں اس کے متعلق

بڑی تفصیل سے

بیان ہوا ہے میں نے بھی پچھلے سالوں میں اپنے بعض خطبات میں تفصیل سے بتایا تھا کہ روزہ کا مطلب محض بھوکا رہنا نہیں بلکہ ماہ رمضان کی عبادت دراصل بہت سی عبادات کا مجموعہ ہے۔ اسی میں ایک نمایاں چیز جو ہمیں نظر آتی ہے وہ جسمانی ضرورتوں سے انقطاع کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا اور اسی میں محو ہونے کی کوشش کرنا ہے ہمارے کھانے پینے کے اوقات یعنی ۲۴ گھنٹے کا کچھ حصہ لے جاتے ہیں لیکن اگر صحیح طور پر روزے کا استعمال ہو اور یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ بعض لوگ تو رمضان میں شاید موٹے ہو جاتے ہیں۔ صبح و شام خوب پراٹھے کھاتے ہیں اور اس وہم میں کہ کہیں کمزور نہ ہو جائیں عام غذا کی نسبت رمضان میں زیادہ کھانے لگ جاتے ہیں ان کی یہ بات بھی غلط ہے لیکن وہ لوگ جو روح رمضان کو سمجھتے اور اس کے مطابق اپنی جسمانی ضرورتوں کو پیچھے ڈال کر روحانی ضرورتوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنے روحانی قویٰ کو تیز کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں ایک اصلاح (تنویر قلب) ہوتا ہے جس کا مطلب یہی ہے کہ روحانی قویٰ تیز ہو جاتے ہیں

چنانچہ یہ آیت جو میں نے شروع میں رمضان کے تعلق میں پڑھی ہے اللہ تعالیٰ اسی وجہ سے اس میں فرماتا ہے کہ اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي۔ یعنی روحانی قویٰ کی تیزی کے بعد پہلا سوال ہی یہ پیدا ہوتا ہے کہ مذہب کا دعویٰ ہے کہ مذہبی احکام پر چل کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک پختہ اور زندہ تعلق پیدا ہو جاتا ہے تو رمضان کی عبادتوں کے نتیجہ میں انسانی ذہن یہ کہے گا کہ رب کو کیسے پایا جا سکتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تمہارے روحانی قویٰ تیز ہو جائیں گے تو تمہیں نظر آ جائے گا کہ میں تمہارے بالکل قریب ہوں۔ مگر جو شخص خدا تعالیٰ کو پہچانتا نہیں۔ اور اس کے روحانی قویٰ میں نشوونما نہیں ہوئی اسے بیماری ہے یا وہ صحت مند نہیں ہے اس کی روح کسی دوسری طرف متوجہ ہے ایسے شخص کو تو نظر نہیں آتا۔ لیکن جس کو نظر آئے یا جسے اللہ تعالیٰ کا عرفان اور معرفت حاصل ہو جائے وہ تو اپنے رب کے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ واقع میں اس سے زیادہ قریب وہ کسی اور چیز کو محسوس نہیں کرتا۔ اسے یہ نظر آ رہا ہوتا ہے کہ ربوبیتِ باری کے بغیر وہ زندہ ہی نہیں رہ سکتا، صحت کے ساتھ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اپنے قویٰ کو نشوونما نہیں دے سکتا۔ اسے رب کی ربوبیت کی ضرورت ہے اور ربوبیت کے لئے اللہ تعالیٰ کی بہت سی صفات جلوہ گر ہوتی ہیں مثلاً وہ حیّ بھی ہے اور قیوم بھی ہے کوئی وجود ظہور پذیر نہیں ہو سکتا۔ جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے کسی زندگی کو بقا حاصل نہیں رہ سکتی جب تک کہ خدا تعالیٰ کی مرضی نہ ہو۔

پس اسے نظر آتا ہے کہ

حیات کا سرچشمہ

اور قائم رہنے کا منبع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے وہ یہ نہیں سوچتا کہ میرا سانس میری زندگی کا سانس ہے وہ دیکھ رہا ہے غذا جو ہے وہ خدا تعالیٰ کی منشاء اور اس کے حکم کے بغیر ہمارے جسموں کو صحت اور تروتازگی نہیں بخشتی اور طاقت نہیں دیتی جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو اس کے سامنے روزمرہ یہ نظارے آتے ہیں کہ کھانا کسی آدمی کی موت کا موجب بن گیا یا پانی جس کو آبِ حیات کہا جاتا ہے یعنی وہ ہمارے لئے زندگی کا پانی ہے اور روٹی سے بھی زیادہ ضروری ہے وہ کسی انسان کی موت کا باعث بن جاتا ہے۔

ڈاکٹر جانتے ہیں۔ اخبار جانتے ہیں اطباء جانتے ہیں کہ بعض دفعہ انسان کو پانی پی کر اس قسم کا قولنج پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ جان لیوا ثابت ہوتا ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ رمضان کی عبادت خالص طور پر ایسی ہے کہ اس سے روحانی قویٰ میں تیزی پیدا ہوتی ہے۔ تنویر قلب پیدا ہوتا ہے اس کے بعد انسان کے دماغ میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ میرا رب مجھے کیسے مل سکتا ہے یعنی یہ خیال تبھی پیدا ہو گا۔ جب اس نے صحیح سمت کو قدم اُٹھا لیا ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمہارے قریب ہوں کیا تم میری قدرتوں کو نہیں دیکھتے میں تمہاری ہر احتیاج پوری کرتا ہوں تمہارا سانس لینا۔ تمہاری بینائی تمہاری شنوائی یہ سب میرے حکم اور میری اجازت سے قائم ہے میری تمہیں ضرورت ہے تمہاری آنکھ زبان ناک، کان دل اور دل کی صحیح حرکت سب میرے حکم میں بندھے ہیں۔

پس ماہِ رمضان اور اس کی عبادت کا انتہائی ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اس کے روحانی قویٰ تیز ہوتے ہیں اور اپنے

رب جاننے کے متعلق ایک جستجو

پیدا ہوتی ہے اور یہ انسان کے لئے بڑی ضروری ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اپنے رب کی صفات کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہے یہاں تک کہ اسے معلوم ہو جائے کہ اس کا رب اس کے کتنا قریب ہے وہ دور نہیں کہ جس سے ہم بھاگ سکتے ہوں وہ دور نہیں کہ جس کے بغیر ہم زندگی گذار سکتے ہوں وہ دور نہیں کہ جس کی توجہ کے بغیر ہم اپنی ضرورتیں اور احتیاجیں پوری کر سکتے ہوں پس انسان کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ میرے بالکل قریب ہے ہر کام کے لئے حتیٰ کہ ایک انگلی ہلانے کے لئے مجھے اس کی ضرورت ہے آپ میں سے اکثر مجھے ہلتے ہوئے نظر آ رہے ہیں کسی کا سر ہل رہا ہے کسی کی آنکھ ہل رہی ہے کسی کا طرّہ ہل رہا ہے اس حرکت کے لئے بھی رب کی ضرورت ہے ورنہ اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ ہو تو یہ ساری حرکتِ زندگی اور زندگی کے آثار ختم ہو جاتے ہیں۔ فرمایا جس وقت تم مجھے پہچاننے لگو تو تمہیں چاہیئے کہ دعا کی طرف مائل ہو جاؤ دراصل اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت کے بغیر

حقیقی دُعا

ممکن ہی نہیں وہ دُعا تو ہوتی ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ ؎

از دُعا کن چارہ آزارِ انکارِ دُعا

ایک دُعا تو میرے گریہ تکلف کی دُعا ہے یہ اقرار ہے لیکن ایک وہ دُعا ہے کہ جس میں آدمی بیتاب ہو کر خدا تعالیٰ کے قدموں پر گر جاتا ہے اور کہتا ہے مجھے یہ عطا فرما وہ

وہ تو الٰہی صفات کی معرفت کے بعد ہی ہو سکتی ہے یعنی وہ اس وقت ہو سکتی ہے کہ جب انسان کو یہ پتہ لگے کہ اللہ تعالیٰ ماں باپ سے زیادہ قریب ہے جہاں تک موسم کی حفاظت کا تعلق ہے اپنے گھر سے زیادہ قریب ہے جہاں تک بعض دوسری ضرورتوں کا اور زینت کا سوال ہے ہمارے لباس سے زیادہ قریب ہے۔ جہاں تک دورانِ خون (جس پر زندگی کا انحصار ہے) کا تعلق ہے وہ شہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔ ہر پہلو اور ہر جہت سے ہر غیر کی نسبت وہ ہم سے زیادہ قریب ہے کیونکہ اِنّی قَرِیْبٌ کا یہ مطلب نہیں کہ بعض جہات سے اللہ تعالیٰ قریب ہے اور بعض جہات سے دُور بلکہ جو لوگ اس کی معرفت رکھتے ہیں اور اس کی صفات کو پہچانتے ہیں وہ علیٰ وجہ البصیرت یہ کہہ سکتے ہیں اور اسے ثابت کر سکتے ہیں کہ ہر جہت اور ہر پہلو سے ہر غیر کی نسبت اللہ تعالیٰ ہم سے زیادہ قریب ہے پس فرمایا کہ صفات کا پتہ لگے تو تم دُعا کی طرف مائل ہو جاؤ گے پھر فرمایا

"اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ"

جو مجھے پہچانتا ہے اس کی دُعا اجابت کا درجہ پاتی ہے فرماتا ہے اُجِیْبُ یعنی اس نے مجھے قریب دیکھا تو میں اس کی دُعا کو قبول کرتا ہوں لیکن ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ہر شخص کی دُعا قبول نہیں ہو گی وہی معرفت جس کے متعلق شروع میں اشارے کئے گئے تھے۔ وہ اس آیت کے آخر میں بھی ہے فرمایا فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي میرے حکم کی تعمیل کرو نہ اپنی طرف سے عبادت میں شدت پیدا کرو اور نہ میری فرض کردہ عبادت سے بچنے کے لئے بہانے ڈھونڈو جو رعایت میں دیتا ہوں شکر کرو اور اسے قبول کرو جو حکم میں دیتا ہوں شکر کرو اور اسے قبول کرو جس عبادت کے کرنے کو میں کہتا ہوں وہ بھی کرو اور جس کے نہ کرنے کو کہتا ہوں وہ بھی نہ کرو وَلْيُؤْمِنُوا بِي جب تم میرے حکم کے مطابق اپنی زندگی گزارو گے اور شریعت کی پابندی کرو گے تو تمہاری جسمانی اور روحانی نشوونما اپنے کمال کو پہنچ جائے گی۔ اور اس کا نتیجہ یہ بھی ہو گا کہ تم ہدایت بھی پا جاؤ گے اور تمہارا انجام بھی بخیر ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا انجام بخیر کرے اور ہمیں اپنی رحمتوں سے نوازے اور رمضان کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ آمین

اسلام کی نشأۃِ ثانیہ میں خلافت کا نظام دائمی اور تا قیامت ہوگا

خلافت کے اس دائمی نظام کی وجہ سے کوئی اور مجدّد نہیں آسکتا

(محترم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب فاضل نائب ناظر اصلاح و ارشاد (مقامی) ربوہ)

۱- مجددین کی آمد کی پیشگوئی پوری ہوگئی

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ :-

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَّنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔

(ابو داؤد بحوالہ مشکوٰۃ ص۳۶)

اللہ تعالےٰ اس اُمّت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے اشخاص کو مبعوث فرمائے گا جو اس کے دین کو تازہ کریں گے۔

اس حدیث کی صحت پر سب محدثین (سنی و شیعہ دونوں) متفق ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے گزشتہ تیرہ صدیوں میں مجدّد بھیجے یہاں تک کہ ان کے اسماء گرامی بھی شائع کئے ہیں۔ مثلاً :-

(۱) الخیر الکثیر مترجم ص۱۸-۱۷ از شاہ ولی اللہ صاحب رح
(۲) حجج الکرامہ ص۱۳۵-۱۳۹ از نواب صدیق حسن خانصاحب
(۳) مجمع بحار الانوار جلد اوّل ص۱۷۶ از امام محمد طاہر گجراتی
(۴) السیف الصارم ص۸۶-۸۸ از پیر عبد القیوم مجددی ۱۹۴۹ء
(۵) مجالس الابرار ص۱۸۴-۱۸۶
(۶) حسن المساعی لنصح الرعیۃ والراعی ۱۳۰۱ھ ص۲۹۶
(۷) منتخبہ التواریخ مطبوعہ ایران وغیرہ وغیرہ

اب ۱۳۹۷ھ ہے یعنی چودھویں صدی قریباً اختتام ہے۔ مگر اس صدی میں سوائے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے اور کوئی مجدد ہونے کا دعویدار نہیں اور اگر کوئی مجدّد بالغرض اب آبھی جاوے تو وہ پندرھویں صدی کا مجدد ہوگا۔ مگر چودھویں صدی کا بغیر کسی مجدد کے خالی گزر جانا کیا یہ امر قابلِ غور و فکر نہیں ؟

(۲) خلافتِ راشدہ کے دونوں دوروں کا فرق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحدتِ ملی و قومی کے لئے اللہ تعالیٰ نے نظامِ خلافتِ راشدہ کو قائم فرمایا جو کُل عالم پر حاوی اور محیط تھا یعنی خلیفۂ وقت ان تمام لوگوں کا امیر ہوتا تھا جن کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تھی۔ مگر آنحضور کی پیشگوئی کے مطابق وہ نظام صرف تیس برس تک رہا۔ حضور نے بذریعہ الہام الٰہی فرما دیا تھا :-

"اَلْخِلَافَۃُ ثَلَاثُوْنَ سَنَۃً ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا۔ (مشکوٰۃ ص۴۶۳

مجمع بحار الانوار جلد اوّل ص۳۹۷)

یعنی خلافتِ راشدہ صرف تیس۳۰ سال رہے گی۔ پھر دورِ ملوکیت شروع ہوگا جس کے بعد دورِ مجددیت ہوگا جس کا حلقہ محدود ہوگا۔ یعنی ایک ایک وقت میں کئی مجدّد مختلف ممالک اور علاقوں میں ہو سکتے ہیں۔

لیکن احادیثِ نبویہ سے یہ واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کے دورِ ثانی میں جب خلافتِ راشدہ قائم ہوگی تو وہ دائمی ہوگی۔ چنانچہ دورِ اوّل کے ذکر میں آنحضور فرماتے ہیں :-

ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا عَاضًّا۔

کہ پھر اللہ تعالےٰ خلافت کو اٹھا دے گا۔ پھر دورِ ملوکیت ہوگا۔ جو ایک دوسرے کو کاٹنے والا ہوگا۔ لیکن دورِ ثانی کے ذکر میں اس کے اٹھ جانے کا کوئی تذکرہ نہیں جیسا کہ فرماتے ہیں

ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ ثُمَّ سَکَتَ"۔

(مشکوٰۃ ص۴۶۱)

کہ پھر ایک دفعہ دورِ خلافت بطریقِ نبوّت جاری ہوگا۔ اس کے بعد حضور خاموش ہوگئے۔ اور پھر فرمایا :-

تَعْمَلُ فِی النَّاسِ بِسُنَّۃِ النَّبِیِّ وَیُلْقِی الْاِسْلَامُ بِجِرَانِہٖ فِی الْاَرْضِ

کہ پھر وہی خلافت بطریق نبوت قائم ہوگی جو لوگوں کے درمیان نبی علیہ السلام کی سُنّت کے مطابق عمل کرے گی۔ اور اسلام زمین میں پاؤں جمائے گا۔

(مشکوٰۃ ص۴۶۱ موافقات شاطبی منصب امامت بحوالہ رسالہ تجدید و احیاء دین ص۵۳ مؤلفہ مولوی ابو الاعلیٰ مودودی صاحب)

اسی مقام پر سیّد اسماعیل صاحب شہیدؒ خلافت کی اہمیت یوں بیان کرتے ہیں :-

"خلافتِ حضرت مہدی علیہ السلام افضل انواع خلافتِ راشدہ ہے"۔

(منصبِ امامت مع ترجمہ ص۷۹ مطبع فاروقی دہلی)

غرضیکہ احادیث واضح کر رہی ہیں کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں دورِ خلافت راشدہ دورِ اوّل کی طرح تیس سال تک کے لئے محدود عرصہ کے لئے نہیں بلکہ دائمی اور تا قیامت ہوگا۔ اسی لئے اس دور میں علیٰحدہ کسی اور مجدّد کی ضرورت نہ ہوگی کیونکہ خلافتِ راشدہ کا نظام تجدیدی دور سے کہیں بڑھ کر اور محیط کل عالم ہوگا۔

۳- حضرت امام سیوطی رحم کا ایک ایمان افروز تصریحی بیان

حضرت امام جلال الدین سیوطی رح (جو اپنی صدی کے مجدّد تھے) نے سابقہ مجددین کے اسماءِ گرامی اپنے منظوم کلام میں ذکر کرتے ہوئے "عیسیٰ نبی اللہ" کو ہی اس وقت کا مجدد قرار دیا ہے جیسا کہ فرماتے ہیں ؎

"وآخر المئین فیھا یأتی عیسیٰ نبی اللہ ذو الآیات یجدد الدین لھٰذہ الامّۃ"

یعنی۔ "مجددین کی آخری صدی میں عیسیٰ نبی اللہ صاحب آیات و بیّنات جب تشریف لائیں گے تو وہی اس وقت امتِ محمدیہ کی تجدید کے لئے مجدد بھی ہوں گے"۔

پھر حضرت امام سیوطی رح اس کے ساتھ ہی فرماتے ہیں ؎

وَبَعْدَہٗ لَمْ یَبْقَ مِنْ مُّجَدِّدٍ

کہ "امام مہدی مسیح موعود کے بعد کوئی مجدد باقی نہ ہوگا"

(حجج الکرامہ ص۱۳۱ از نواب صدیق حسن خاں صاحب ۱۲۹۱ھ)

حضرت امام سیوطی کے اس ارشاد سے واضح ہوگیا کہ وہ بھی حدیثِ نبویؐ کی رُو سے اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں نظامِ خلافت راشدہ کے قیام کی وجہ سے کسی علیحدہ مجدّد کی ضرورت نہیں سمجھتے

۴- حضرت مسیح موعودؑ "امام آخر الزمان" اور "مجدّد الفِ آخر" ہیں !!

پھر اس چودھویں صدی کے سر پر آنے والے مجدّد کامل "امام مہدی مسیح موعود علیہ السلام" بھی حسبِ موجب حدیثِ نبوی حکم اور عدل ہیں فرماتے ہیں :-

"ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں چونکہ یہ آخری ہزار ہے اس لئے ضروری تھا کہ امام آخر الزمان اس کے سر پر پیدا ہو اور اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح مگر وہ جو اس کے لئے بطور ظل کے ہو کیونکہ اس ہزار میں اب دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے اور یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود

کہلاتا ہے۔ وہ مجدد صدی بھی ہے اور مجددِ الفِ آخر بھی۔"

(لیکچر سیالکوٹ ص۶)

پس چونکہ مسیح موعود علیہ السلام "مجددِ الفِ آخر" کے بعد نظامِ خلافت کا دائمی وعدہ ہے اس لئے اس کی موجودگی میں کسی علیحدہ مجدد کی ضرورت نہیں۔

۵۔ خلافت "دائمی" اور تاقیامت ہوگی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ "الوصیّت" میں ۱۹۰۵ء میں نہایت واضح اور واشگاف لفظوں میں فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ:۔

"دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھایا ہے۔ (۲) دوسرے ... نبی کی وفات کے بعد ... خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے..... جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی..... تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا.... ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا.... سو اے عزیزو! تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت (یعنی خلافت ناقل) نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں گا لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

(رسالہ الوصیّت ص۶)

حکم و عدل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس بیان سے روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ نبوت (قدرتِ اولیٰ) کے بعد خلافت کا قیام سُنّت اللہ کے موافق قدرتِ ثانیہ ہے جو جماعتِ احمدیہ میں خدا کے فضل و کرم سے "دائمی" "تا قیامت" اور "غیر منقطع" ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ بشرطیکہ جماعتِ احمدیہ دورِ اوّل کے حالات و واقعات سے سبق حاصل کر کے خلافت کی نعمت کی قدر کرتی رہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں نسل در نسل اس کی توفیق بخشتا رہے آمین۔

۶۔ خلیفہ کی موجودگی میں الگ مجدد نہیں آسکتا

اس موقع پر سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ایک اہم ارشاد نقل کر دینا بھی ضروری خیال کرتا ہوں جو آپؓ نے ایک سوال کے جواب میں ۱۶ر اپریل ۱۹۴۷ء کو بالفاظِ ذیل فرمایا تھا کہ:۔

"خلیفہ خود مجدد سے بڑا ہوتا ہے اور اس کا کام ہی احکامِ شریعت کو نافذ کرنا اور دین کو قائم کرنا ہوتا ہے پھر اس کی موجودگی میں مجدد کس طرح آسکتا ہے۔" (الفضل ۱۸ر اپریل ۱۹۴۷ء ص۲ کالم نمبر ۳)

سفرِ حیدر آباد میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی

جماعتی مصروفیات

مورخہ ۱۱ر اگست صبح گیارہ بجے لجنہ اماء اللہ حیدر آباد نے احمدیہ جوبلی ہال میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب و محترمہ بیگم صاحبہ کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب منعقد کی جس میں مکرمہ اعظم النساء صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ حیدر آباد نے سپاسنامہ پیش کیا اسی روز شام ۱/۲ ۷ بجے جماعتِ احمدیہ سکندر آباد کی طرف سے مسجد احمدیہ الوالدین بلڈنگ میں استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی جس میں مکرم مہر دین صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ سکندر آباد کی درخواست پر اراکین مجلس خدام الاحمدیہ سکندر آباد کی طرف سے خاکسار نے سپاسنامہ پڑھ کر سنایا ہر دو تقاریب میں محترم صاحبزادہ صاحب نے حسبِ موقع ایمان افروز دلوں کو گرما دینے والے خطاب فرمائے۔ دونوں مواقع پر مدعوین کی چائے اور مٹھائی سے تواضع کی گئی

اعلانِ نکاح:۔ ۱۲ر اگست نمازِ جمعہ احمدیہ جوبلی ہال میں پڑھائی۔ بعدہٗ مسمّاۃ حبیب النساء بیگم صاحبہ بنت مکرم محمد نور الضیاء صاحب آف محبوب نگر کا نکاح غلام نعیم الدین صاحب ولد غلام محی الدین صاحب ساکن گلبرگہ سے مبلغ پندرہ سو روپے حق مہر پر پڑھا۔ اللہ تعالیٰ رشتہ مبارک کرے۔

۱۵ر اگست عزیزم جاوید علی صاحب ولد سید جہانگیر علی کی بٹن فیکٹری بمقام منکھال کے افتتاح کے لئے تشریف لے گئے اور دعا فرمائی۔

۱۹ر اگست جمعہ جوبلی ہال میں پڑھایا اور مقامی جماعت کو قیمتی نصائح فرمائیں۔ اسی روز شام کو سیٹھ محمد الیاس صاحب کی نئی کوٹھی جو بنجارہ ہلز حیدر آباد میں زیرِ تعمیر ہے اس کا ایک حصّہ مکمل ہونے پر محترم صاحبزادہ صاحب نے اس کا افتتاح فرمایا۔ محترم سیٹھ صاحب نے اس موقع پر وسیع پیمانے پر دعوت کا انتظام کیا۔ جس میں جماعت حیدر آباد و دیگر کی کثیر تعداد کے علاوہ مقامی غیر از جماعت و غیر مسلم معززین نے بھی شرکت کی بالخصوص آندھرا پردیش کے منسٹر مسٹر دھرما ریڈی بھی مدعو تھے۔ موصوف نے محترم صاحبزادہ صاحب سے نصف گھنٹہ ملاقات کی اور صاحبزادہ صاحب کی گفتگو سنی کی

واپس روانگی:۔ مورخہ ۲۱ر اگست کو محترم صاحبزادہ صاحب قادیان کے لئے واپس روانہ ہوئے اس موقع پر کثیر تعداد میں احباب جماعت نے اسٹیشن پر پہنچ کر محترم صاحبزادہ صاحب اور محترمہ بیگم صاحبہ کو الوداع کہا۔ اور اجتماعی دعا میں شرکت کی اس موقعہ پر ایک غیر مسلم دوست اپنے چھوٹے بچے کو گود میں اٹھائے محترم صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں لائے کہ اس پر ہاتھ پھیر کر دعا کریں آپ نے اس پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور اس کے حق میں دعا کی۔

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ محترم صاحبزادہ صاحب کا یہ سفر حیدر آباد دینی لحاظ سے بہت ہی برکتوں کا موجب ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

خاکسار: حمید الدین شمس مبلغ حیدر آباد

اخبارِ قادیان

رمضان المبارک کے بابرکت ایام میں بعد نماز ظہر تا عصر درس قرآن مجید کا سلسلہ بدستور جاری ہے ہفتہ زیرِ اشاعت میں مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب فاضل نے اپنے حصّہ کا ۴ یوم درس دیا۔ اس کے بعد مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب فاضل نے ۳ یوم درس دیا۔ اب مکرم مولوی تنویر احمد صاحب خادم درس دے رہے ہیں۔

☆ — بعد نماز فجر مسجد مبارک میں محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی درس الحدیث دے رہے ہیں۔ جبکہ مسجد اقصیٰ میں بعد نماز فجر مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب فاضل درس الحدیث دے رہے ہیں۔ ☆ — قادیان ۲۹ر اگست مکرم ملک عبد الکریم صاحب آف ترگڑی (پاکستان) قریباً ۱/۲ ۲ ماہ اپنے بیٹے مکرم ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر درویش کے پاس قیام کرنے کے بعد آج واپس تشریف لے گئے۔

درخواست دعا: مکرمہ فرحت ناہید صاحبہ اہلیہ پروفیسر منور شمیم خالد صاحب ربوہ کی شادی کو پانچ سال ہو گئے ہیں۔ تا حال اولاد نہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت و سلامتی والی خادمِ دین اولاد سے نوازے آمین۔

خاکسار: عبد القدیر درویش قادیان

درخواست دعا: میرا بڑا لڑکا عزیزم منظور احمد عرصہ سے بیمار ہے۔ ڈاکٹری معائنہ سے پتہ چلا ہے کہ عزیز کے پھیپھڑے کے بائیں حصّہ میں ایک سوراخ ہو گیا ہے قارئین بدر کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔ خاکسار: مطیع الرحمٰن (بنگلہ دیش)

فضائلِ رمضان قرآن مجید اور احادیث نبوی کی روشنی میں

از مکرم مولوی ایم عبدالسلام صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم مرکرہ

رمضان المبارک اسلام کی رُو سے اور قرآن مجید کی رُو سے نہایت بابرکت مہینہ ہے اس مہینہ میں طرح طرح کے انوار سماویہ اور برکات رُوحانیہ کا نزول ہوتا ہے اس بابرکت مہینہ میں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو روزے رکھنے کا حکم دیا ہے۔ تاکہ وہ اس مبارک مہینہ کی عظیم الشان برکات حاصل کر سکیں۔ اس طرح وہ اس مبارک مہینہ میں روزوں کے ذریعہ سے اپنے اندر ایک عظیم روحانی انقلاب پیدا کر سکیں اس مہینہ کی اہمیت اور فضیلت یہ ہے کہ قرآن مجید جیسی کامل اور مقدس کتاب انہی مقدس ایام میں نازل ہوئی ہے۔

رمضان

رمضان رمض سے نکلا ہے جس کے معنے جلن اور سوزش یا حرارت کے ہیں خواہ وہ جلن یا حرارت موسم کی ہو یا بیماری یا دل یا رُوح کی تڑپ کی ہو پس رمضان کا مطلب یہ ہوا کہ ایسا موسم جس میں سختی یا حرارت کے ایام ہوں روزہ کے سبب سے روحانی اور جسمانی حرارتوں کا اختلاط ہوتا ہے۔ روزہ کے سبب قلبِ مومن یا رُوحِ مومن اپنے خالق و مالک خدا تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے ایک تڑپ اندر رکھتی ہے اور روزہ میں اکل و شرب وغیرہ ترک کرنے کی وجہ سے ایک جسمانی حرارت پیدا ہوتی ہے اسی طرح رُوحانی حرارتوں اور جسمانی حرارتوں کا اختلاط ہوتا ہے اسی لئے اس ماہ کو رمضان کہا گیا ہے یعنی دو طرح حرارتوں کا موسم۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا روحانی رمضان سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے رمضان اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر گرم ہو جاتے ہیں۔ رمضان دُعا کا مہینہ ہے نماز تزکیہ نفس کرتی ہے اور روزہ سے تجلّی قلب ہوتی ہے۔ اور تجلّی قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ جس سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے۔“

خدا تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔

(سورت بقرہ)

ترجمہ:۔ اس لئے جو شخص تم میں سے اس مہینہ کو اس حال میں دیکھے کہ نہ مریض ہو نہ مسافر اُسے چاہیئے کہ وہ اس کے روزے رکھے اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اس پر اور دنوں میں تعداد پوری کرنی واجب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور یہ حکم اس نے اس لئے دیا ہے کہ تم تنگی میں نہ پڑو اور تاکہ تم تعداد کو پوری کر لو اور اس بات پر اللہ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو ہدایت دی ہے اور تاکہ تم اس کے شکر گذار بنو۔

قرآن مجید کی رُو سے روزہ کی فرضیت کا اصل مقصد حصول تقویٰ ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

(سورہ بقرہ)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر بھی روزوں کا رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

اس قرآنی نقطہ نگاہ سے روزہ کی حقیقت اور اس کی کیفیت پر غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ روزہ کے ذریعہ مسلمان کو تقویٰ حاصل کرنے کے بہترین ذرائع میسر آتے ہیں۔ رمضان کے بابرکت دنوں میں انسان کو نیکیاں بجا لانے کی تحریک پیدا ہوتی ہے اور اس میں خاص روحانی برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ مومنوں میں باہمی اخوت و محبت اور دوسروں کی تکلیف کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اور ہر آن ذکرِ الٰہی اور نیکیاں بجا لانے کی تمنا اور خوش اخلاقی وغیرہ سے قلبِ مومن میں ایک عظیم روحانی تغیر پیدا ہوتا ہے چنانچہ حدیثِ نبوی میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ۔

(مسلم کتاب الصیام)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے

مومن صدقِ دل سے رمضان المبارک کی عبادات صدقہ و خیرات اور ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتا ہے اور اپنے اندر ایک اعلیٰ روحانی انقلاب پیدا کر لیتا ہے تو اس روحانی تپش سے اپنے تئیں گرما لیتا ہے اسے غیر معمولی نیکیوں کی توفیق ملتی ہے وہ ذکر الٰہی صدقہ و خیرات اور ایثار و قربانی اور ہمدردی و شفقت جیسے اخلاق فاضلہ اپناتا ہے تو ایسی حالت میں جنت اس کے قریب ہو جاتی ہے۔ اور جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ چونکہ نیکیوں کی تحریک سے بدیوں پر فنا آتی ہے اس لئے جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں جب انسان نیکیاں ہی کر رہا ہو اور بدیوں کے لئے موقع نہ ہو تو شیطانی تحریکات کالعدم ہو جاتی ہیں اس لئے شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صام رمضان ایمانًا واحتسابًا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ

(صحیح بخاری کتاب الصیام)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رمضان المبارک کے روزے ایمان کی حالت میں خدا تعالےٰ سے اجر کی توقع رکھتے ہوئے رکھتا ہے اُس کے سارے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص دکھاوے کے لئے نہیں بلکہ خدا تعالےٰ پر کامل یقین رکھتے ہوئے اور خدا تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں پر کامل ایمان لاتے ہوئے اور اس کی مغفرتوں پر اُمید کرتے ہوئے روزے رکھتا ہے اور اس کا مقصد صرف یہی ہوتا ہے کہ خدائے رحمان کی رضا اور خوشنودی حاصل ہو اور اس سے خدا تعالےٰ کی شفقت اور محبت پیدا ہو تو اس حالت میں اس کے روزے خدا تعالیٰ کی رحمت و شفقت اور مغفرت کو کھینچ لانے والے ہیں اس کے ذریعہ سے اس کے تمام پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ خدا تعالےٰ اپنی مغفرت کی چادر اس پر ڈال دیتا ہے تب وہ ایک معصوم انسان بن جاتا ہے۔

ایک اور روایت میں آتا ہے

عن ابن شہاب اخبرنی سعید بن المسیب انہ سمع ابا ھریرۃ رضی

اللہ عنہ قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول قال اللہ
عزوجل کل عمل ابن
آدم لہ الا الصیام
ھو لی وانا اجزی بہ
(صحیح مسلم باب فضل الصیام)

ترجمہ:۔ حضرت ابن شہاب فرماتے ہیں کہ مجھے سعید بن المسیب نے خبر دی اور [illegible] نے حضرت ابوہریرہ [illegible] سے سنا انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ خدائے عزوجل نے فرمایا ہر ایک عمل ابن آدم کے لئے ہے سوائے روزہ کے کیونکہ وہ میرے لئے ہے۔ اور میں خود اس کا اجر دیتا ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے دوسرے اعمال کے متعلق یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ شاید وہ دکھانے کے لئے کر رہا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے ثواب سے محروم ہو جائے۔ مگر دوسری نیکیوں کی نسبت روزوں کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جا سکتا۔ روزہ کی حالت میں کوئی روزہ دار اپنی ظاہری حالت سے اپنے روزہ کی نمائش نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کا یہ عمل خالص خدا تعالیٰ کے لئے ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے دکھاوے کے لئے نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے یہ اللہ تعالیٰ کے حضور بہت ہی محبوب ہے اس کا بدلہ اس قدر عظیم الشان ہوگا کہ اس کا علم خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے و انا اجزی بہ کہہ کر خدا تعالیٰ نے روزہ دار کو دئے جانے والے عظیم ثواب اور درجہ و کیفیت بتائی ہے۔

ایک اور روایت میں یہ حدیث آتی ہے کہ:۔

والذی نفس محمد
بیدہ لخلوف فم
الصائم اطیب عند اللہ
من ریح المسک
(صحیح بخاری کتاب الصیام)

ترجمہ:۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ معطر ہے اللہ تعالیٰ کو اپنے عاجز بندے کی یہ عاشقانہ رنگ کی عبادت اس قدر پسند آتی ہے کہ وہ اس بندہ کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے اور اس سے پیار کا سلوک کرتا ہے جو ایک محب اپنے محبوب سے کرتا ہے اور اس محبت بھرے سلوک کا اندازہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس عاجز کمزور اور گناہ گار بندے سے جو شخص اس کی رضا کے لئے روزہ رکھتا ہے اور اکل و شرب اور جائز [illegible] بھی ترک کرتا ہے تو اس [illegible] ہے حتی [illegible] کی وجہ سے جو بدبو پیدا ہو گئی جو بظاہر ایک معیوب چیز ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کی بہت قدر ہے وہ بو اس کی کستوری سے بھی زیادہ معطر اور خوشگوار معلوم ہوتی ہے۔

روزہ داروں کو ملنے والے ایک عظیم بدلہ کے متعلق ایک اور روایت میں آیا ہے کہ

من کان من اھل
الصلوٰۃ دعی من
باب الصلوٰۃ ومن کان
من اھل الجھاد دعی
من باب الجھاد و
من کان من اھل الصیام
دعی من باب الریان
(صحیح بخاری کتاب الصوم)

ترجمہ:۔ دنیا میں جو شخص نماز پڑھنے میں ممتاز ہوگا وہ آخرت میں نماز کے دروازے سے جنت میں بلایا جائے گا۔ اور جو جہاد کرنے میں ممتاز ہوگا۔ اس کو جہاد کے دروازے سے جنت میں بلایا جائے گا۔ اور جو روزوں میں ممتاز ہوگا اس کو باب ریان سے ابدی سیرابی اور شادابی کے دروازے سے جنت میں دعوت دی جائے گی۔

ایک اور حدیث قدسی میں آیا ہے کہ

للصائم فرحتان یفرح
بھما اذا افطر فرح واذا
لقی ربہ فرح بصومہ
(صحیح بخاری کتاب الصوم)

ترجمہ:۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے۔ ایک خوشی روزہ افطار کرنے کے وقت ہوتی ہے اور آخرت میں جب خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگا۔ تو روزہ کا بدلہ پا کر ابدی خوشی اور مسرت کا وارث ہوگا۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ:۔

رمضان المبارک کی اہمیت

از مکرم مولوی شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ ناصر آباد (کشمیر)

اللہ تعالیٰ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے یوں فرماتا ہے

کتب علیکم الصیام
کما کتب علی الذین من
قبلکم لعلکم تتقون

ترجمہ "اے وہ لوگو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہو فرض کئے گئے تم پر روزے جیسے کہ فرض کئے گئے تھے ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم تقویٰ دار ہو جاؤ"

گویا روزہ بھی پانچ ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے اور حصول تقویٰ حصول رضائے الٰہی تزکیہ نفس کی خاطر بہترین ذریعہ ہے کیونکہ رمضان المبارک میں زیادہ وقت جاگنا اور اپنے آرام کو چھوڑنا۔ کم کھانا اور الٰہی حکم کے مطابق دن کو بھوکا اور پیاسا رہنا۔ محض رضائے الٰہی کی خاطر اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا۔ عبادت ریاضت ذکر و اذکار۔ تقویٰ و طہارت۔ درس و تدریس نوافل میں زیادتی قرآن کریم کے پڑھنے پڑھانے احادیث کے سننے سنانے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر میں حصہ لینے کا اہم طریقہ ہے۔

صبغۃ اللہ کے رنگ میں رنگین ہونے کے لئے بھی روزہ اہم ذریعہ ہے اسلام نے سب سے بڑی اہمیت دعا کو دی ہے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا عبادت کا مغز ہے اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے دعا عبادت میں کتنی ضروری ہے۔ کیونکہ رمضان المبارک میں دعا کرنے کے زیادہ سے زیادہ مواقع میسر ہیں اس لحاظ سے بھی یہ بابرکت مہینہ اپنے اندر بڑی خوبیاں اور بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ پھر غور کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاں اس مبارک مہینہ کا ذکر فرمایا ہے وہاں اس طرف بھی اپنے بندوں کو توجہ دلائی ہے۔ اور فرمایا شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔

ترجمہ:۔ مہینہ رمضان کا وہ ہے جس میں قرآن مجید اتارا گیا۔

تاریخ کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف ۲۳ سال آنحضرت صلعم پر نازل ہوتا رہا تو پھر اس آیت کا کیا مفہوم ہے۔ پس غور کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس بابرکت مہینہ میں قرآن کریم زیادہ سے زیادہ پڑھا جاتا ہے اور مومن بندوں کے لئے قرآن کریم کی عظمت برکات محبت اور حقائق و معارف پڑھنے پڑھانے اور سیکھنے سکھانے وغیرہ کے زیادہ سے زیادہ مواقع میسر ہیں۔ پھر دعا کے متعلق بھی اس بابرکت مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے۔

واذا سالک عبادی
عنی فانی قریب اجیب
دعوۃ الداع اذا دعان

ترجمہ:۔ اور جب سوال کریں تجھ سے میرے بندے میرے متعلق تو میں قریب ہوں میں جواب دوں گا پکارنے والے کی پکار کا جب وہ مجھے پکارتا ہے۔

مندرجہ بالا آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مومن کو ان دو باتوں

(باقی صفحہ پر)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ
قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم الصیام جنۃ
(مسلم فضل الصیام)

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزے ڈھال ہیں۔

جس طرح ڈھال انسان کو ظاہری حملوں سے اس کی حفاظت کرتی ہے اسی طرح انسان کے گناہوں سے محفوظ رہنے کے لئے روزہ باطنی ڈھال ہے بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو روزوں کی برکات نصیب فرمائے خدا تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہو جائے خدا تعالیٰ دنیا و آخرت میں اپنی رحمت اور خوشنودی کی عظیم دولت عطا فرمائے آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

عادل آباد میں شدید مخالفت کے باوجود کامیاب تبلیغی جلسہ

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی شمولیت اور وجد آفرین خطاب

علماء سلسلہ کی تقاریر

(از مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدرآباد)

مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۷۷ء کو حیدرآباد سے قریبًا ۳۰۰ کلومیٹر دور بمقام عادل آباد وسط شہر میونسپل پارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی صدارت میں ایک کامیاب تبلیغی جلسہ منعقد ہوا جس میں حیدرآباد سے بس اور کاروں کے ذریعہ قریبًا یکصد افراد کی شرکت کے علاوہ مقامی طور پر قریبًا ۲ ہزار مسلم اور غیر مسلم احباب شریک ہوئے باوجود شدید مخالفت کے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ جلسہ بے حد کامیاب رہا۔

جلسے کا پس منظر

عادل آباد میں احمد حسین صاحب مرحوم کا ایک گھر احمدی تھا۔ مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۷۷ء کو آپ کی وفات ہو گئی۔ اور جہاں کے نام نہاد علماء نے مقامی مسلمانوں میں جماعت احمدیہ سے متعلق غلط فہمیاں پیدا کیں۔ اور اشتعال پیدا کر کے میت کو قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا۔ جس کی تفصیلی رپورٹ قارئین بدر کی گزشتہ اشاعت میں ملاحظہ فرما چکے ہیں محترم رشید احمد خان صاحب اور آپ کے لڑکے مکرم ظہیر احمد خان صاحب نے محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت حیدرآباد کی خدمت میں وہاں کے حالات سے مطلع کرتے ہوئے بتایا کہ یہاں کے علماء عوام میں جماعت سے متعلق غلط فہمیاں پیدا کر رہے ہیں اس لئے مناسب ہو گا کہ ان سب غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے یہاں پر جماعت کی طرف سے ایک جلسہ منعقد کیا جائے۔

خوش قسمتی سے انہیں دنوں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب حیدرآباد تشریف لائے تھے۔ اس لئے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے محترم صاحبزادہ صاحب کی اجازت اور رضامندی سے محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ حیدرآباد نے عادل آباد میں جلسہ کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ قریبًا ایک صد نوجوان و انصار حیدرآباد سے بس اور کاروں کے ذریعہ بصورت قافلہ صبح نو بجے روانہ ہو کر پہاڑوں پر بل کھاتی سڑکوں اور ہرے بھرے میدانوں کو عبور کرتے ہوئے شام پانچ بجے عادل آباد پہنچ گئے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بھی محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب کی کار میں سوار تھے۔

خدام نے جلسہ کے انتظامات اور شہر میں دین پر لاؤڈ سپیکر لگا کر جلسہ کے لئے منادی بھی کی۔ جزاہم اللہ تعالیٰ

بس اور کاروں کا قافلہ صبح نو بجے حیدرآباد سے روانہ ہو کر دوپہر دو بجے بمقام درگاہ صوفی سرمست پہنچا۔ دوپہر کا کھانا تناول کرنے کے بعد شام کو عادل آباد پہنچا۔ جلسہ کے لئے بجلی دینے کا ایک غیر احمدی نے وعدہ کیا تھا۔ کیونکہ جس پارک میں جلسہ منعقد ہونا قرار پایا تھا۔ اس کے اردگرد تمام دکانیں مسلمانوں کی تھیں۔ مولویوں نے اس غیر احمدی دوست پر دباؤ ڈالا جس نے عین وقت پر بجلی دینے سے انکار کر دیا۔ جس پر ایک غیر مسلم مارواڑی نے اپنا جنریٹر دیا جس کے ذریعہ بجلی کا انتظام احسن طریق سے ہو گیا۔ بجلی کے تمام انتظامات مکرم غلام احمد عزیز خان صاحب کے سپرد تھے۔

مورخہ ۱۱ اگست کو غیر از جماعت اتحاد المسلمین کا جلسہ تھا۔ اس میں بھی مولویوں نے حسب عادت احمدیوں کے خلاف اشتعال دلایا۔ اور مساجد میں بار بار اعلانات کئے گئے کہ کوئی مسلمان ان کے جلسہ میں نہ جائے اس کے نتیجہ میں وہاں کے عوام نے مولویوں کے خوف سے احمدیوں کا سوشل بائیکاٹ کر دیا۔ کسی قسم کی کوئی چیز دینے سے انکار کر دیا پانی برتن۔ اشیائے خوردنی بجلی وغیرہ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مقامی غیر مسلموں کو ہر قسم کی ضروریات کے لئے تعاون دینے کے لئے کھڑا کر دیا۔

غیر احمدیوں نے تو جلسہ گاہ میں گند پھینکا ہوا تھا۔ لیکن ہمارے خدام نے جب اپنے ہاتھوں سے صفائی شروع کی تو وہاں کے لوگوں نے ان کو مخاطب ہو کر کہا کہ تم لوگ کاروں میں آئے ہو اور اپنے ہاتھوں سے صاف کر رہے ہو یہاں مزدور مل جاتے ہیں لیکن خدام نے کہا کہ یہ کام ہمیں خود کرنے کا حکم ہے اس لئے اس کو ہم اپنے ہاتھ سے کریں گے۔ ایسا عملی نمونہ دیکھ کر وہاں کے عوام کافی متاثر ہوئے۔

جلسے کا آغاز

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ٹھیک سوا آٹھ بجے پنڈال میں تشریف لے آئے جوں ہی آپ کار سے اترے جلسہ گاہ کی فضاء فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی وہ لوگ جن کو روکا گیا تھا۔ اسلامی نعروں کی آواز سن کر پنڈال کی جانب اُمڈ آئے۔ اور مستورات چھتوں پر آگئیں۔ نیز اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ مولوی صاحبان بھی عین پنڈال کے وسط میں جلسہ سننے کے لئے آگئے۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے جلسہ کی کارروائی کا آغاز فرمایا تلاوت کلام پاک محترم محمد عبد اللہ صاحب بی ایس سی نائب امیر حیدرآباد نے بعدہ مکرم مولوی نصیر احمد صاحب خادم نے نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ ازاں بعد خاکسار حمید الدین شمس نے پہلی تعارفی تقریر کی جس میں خاص طور پر جلسہ کی غرض و غایت جماعت کی امن پسند تعلیم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کی شخصیت سے حاضرین جلسہ کو متعارف کرایا

دوسری تقریر سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری نے کی جس میں حضور صلعم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر اور خاص طور پر آپ کے اخلاق فاضلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق آنحضرت صلعم سے ثابت کیا۔

آپ کے بعد محترم ڈاکٹر حافظ صالح محمد الہ دین نے اسلام اور سائنس کے عنوان پر تبلیغی تقریر کی آپ نے سائنسدانوں کے انکشافات پر روشنی ڈالتے ہوئے بیان فرمایا کہ قرآن مجید میں ان کا ذکر آج سے چودہ سو سال قبل کیا گیا ہے۔

بعد ازاں مکرم محمد عبد القیوم صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام درثمین سے پڑھ کر سنایا۔ بعدہٗ خاکسار حمید الدین شمس نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر چوتھی تقریر کرتے ہوئے پیشوایان مذاہب کے احترام کے متعلق اسلامی نظریہ اور جماعت احمدیہ کے کارناموں پر غیروں کا اعتراف وغیرہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی خاکسار کے بعد مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نے جماعت احمدیہ کے عقائد پر تقریر کی آپ نے احمدیہ نقطۂ نظر سے خاتم النبیین کی تشریح کرتے ہوئے اس غلط فہمی کا ازالہ کیا کہ جماعت احمدیہ آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین یقین نہیں کرتی آپ نے بڑی تحدی سے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی ایسی تحریر پیش نہیں کی جا سکتی۔ جس میں آپ نے آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کیا ہو۔ دوران تقریر ایک غیر احمدی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اقتباس پر اعتراض کیا اور عوام کو مشتعل کرنے کی کوشش کی۔ مگر پولیس نے فورًا حالات پر قابو پا لیا۔ یہاں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ پولیس نے حفاظتی نقطہ نگاہ سے بہت اچھا انتظام کیا تھا جبکہ خدام الاحمدیہ حیدرآباد نے بھی سارے جلسہ گاہ کے اردگرد پہرے کا بہترین انتظام کیا ہوا اسٹیج کے اردگرد بھی نوجوانوں کا پہرہ تھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مدظلہ العالی کے پاس پہرے کا انتظام علیحدہ تھا۔ جماعتی تنظیم ربط و ضبط اور ڈسپلن کو دیکھ کر عوام بہت متاثر ہوئے۔

صدارتی خطاب

تقریری پروگرام کے آخر میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بڑے ہی وجد آفرین رنگ میں خطاب فرمایا۔ اس وقت سارے جلسہ گاہ میں کامل سکوت تھا اور تمام حاضرین ہمہ تن گوش ہو کر خطاب کو سن رہے تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک ایک

لفظ جو حضرت صاحبزادہ صاحب کی زبان سے نکلتا تھا۔ سامعین کے دلوں کی گہرائیوں میں اتر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں پہلی بار عادل آباد آیا ہوں تاکہ اس آواز کو جو قادیان کی سرزمین سے محمد رسول اللہ صلعم کے غلام نے بلند کی آپ تک پہنچا دیا جائے۔ آپ کے شہر کا نام عادل آباد عادل بادشاہ کے نام پر رکھا گیا ہے۔ اور عدل کے معنی انصاف کرنے کے ہیں اور ہم نے جو یہاں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آواز پہنچائی ہے اب آپ لوگوں کا کام ہے کہ اپنے شہر کے نام کی لاج رکھتے ہوئے اس آواز پر عدل سے کام لیں آپ نے خطاب جاری رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب۔ کشتی نوح اربعین اور تریاق القلوب کے وہ چار آخرین اقتباسات پڑھ کر سنائے جس میں آنحضرت صلعم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق ثابت ہوتا تھا۔ نیز وہ امور بیان کئے جن میں دنیا میں امن پیدا ہو سکتا ہے اسی طرح ہندو دوستوں کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس زمانہ میں آنحضرت صلعم کی تعلیم پر چل کر انسان نجات کا راستہ تلاش کر سکتا ہے ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ ان تعلیمات کا بنظور مطالعہ فرمائیں نیز غیر احمدی دوست جب محترم صاحبزادہ صاحب سے حضرت امام علیہ السلام کے اقتباسات سماعت فرما رہے تھے (جن سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ آنحضرت صلعم سے کس قدر عشق تھا حضرت امام مہدی علیہ السلام کو) تو ایسا نظر آتا تھا کہ وہ ورطۂ حیرت میں پڑ گئے ہیں کہ ہمارے علماء تو ہمیں کچھ اور ہی کہتے تھے۔ مگر حقیقت کچھ اور ہے۔

محترم صاحبزادہ صاحب کے خطاب کے بعد محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد نے غیر از جماعت افراد کے عدم تعاون کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ کیا وہ لوگ جنہوں نے بجلی پانی برتن اشیاء خوردنی دینے سے انکار کیا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اس طریق سے احمدیت کی ترقی کو روک سکیں گے۔ یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ جماعت احمدیہ ان مخالفتوں کے طوفانوں کو چیرتے ہوئے اس مقام پر پہنچی ہے اور ایسی مخالفت تو ہماری ترقی کا ذریعہ ہے آپ نے مقامی سرکاری حکام کا خاص طور پر کلکٹر صاحب ایس۔ پی صاحب اور ان سب غیر مسلم افراد کا جنہوں نے تعاون کیا نیز تمام سامعین کا شکریہ ادا کیا۔ علاوہ ازیں محترم سیٹھ صاحب نے جناب کلکٹر صاحب کا اس بات پر بھی شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کو ایک ایکڑ زمین قبرستان کے لئے دی بعدہٗ حضرت صاحبزادہ صاحب نے پُر سوز دُعا کروائی اس طرح جلسہ رات کے بارہ بجے بخیر و خوبی ختم ہوا۔ جلسہ کے اختتام پر سامعین نے بڑی چاہت سے لٹریچر حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے یہ جلسہ توقع سے زیادہ کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج نکالے

قیام و طعام

حیدرآباد سے دیگ پر چاول اور کھانے کی دوسری اشیاء پہلے ہی پہنچا دی گئی تھیں۔ محترم رشید احمد خان صاحب نے اپنے گھر میں اپنے بچوں اور بیوی کو کھانے کے جملہ انتظامات پر لگائے رکھا تھا اور انہوں نے اس خدمت کو اپنے لئے ایک سعادت سمجھتے ہوئے بڑی خوبی سے سر انجام دیا۔ مکرم شمس الدین صاحب حیدرآباد نے کھانا پکایا قریباً دو بجے رات سب دوست کھانے سے فارغ ہوئے اور جس ہوٹل میں سب کے قیام کا انتظام تھا۔ چلے گئے۔

واپسی

۱۴ راگست بوقت سات بجے حضرت صاحبزادہ صاحب کے ہمراہ تمام خدام و انصار اس قبرستان میں گئے جہاں احمد حسین صاحب مرحوم کی قبر تھی۔ اور عجیب اتفاق ہے کہ ۱۴ رجولائی کو ان کی وفات ہوئی ایک ماہ بعد ٹھیک اسی تاریخ یعنی ۱۴ راگست کو عادل آباد میں جلسہ ہوا۔ اس قبرستان میں ایک بڑے سائز کا بورڈ لگا ہوا ہے جس پر موٹے حروف میں احمدیہ مسلم قبرستان لکھا ہوا ہے۔ قبر پر دُعا کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب کلیکٹر صاحب کا شکریہ ادا کرنے تشریف لے گئے۔ عادل آباد سے روانہ ہو کر سب احباب رات کے آٹھ بجے حیدرآباد بخیر و عافیت پہنچ گئے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ عادل آباد کے جلسہ میں شرکت کے لئے حیدرآباد۔ سکندرآباد۔ محبوب نگر چنتہ کنٹہ کی جماعتوں سے دوست گئے تھے اللہ تعالیٰ سب کو اس کی بہتر جزا دے اور عادل آباد میں محض اپنے فضل سے جماعت کو قائم کر دے۔ نیز اس جلسہ کے بہتر نتائج پیدا ہوں اور مکرم رشید احمد خان صاحب جو احمد حسین صاحب مرحوم کے بیٹے ہیں ان کو اور ان کی نسل کو احمدیت پر ثابت قدم رکھے آمین۔

جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی خاص توجہ کیلئے

قرآن کریم کے درس و تدریس کے سلسلہ میں دو ضروری ہدایات

بحوالہ اخبار الفضل ربوہ ۴ راگست ۱۹۷۷ء

قرآن کریم کی تعلیم کو فروغ دینے کے سلسلہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل دو ہدایات جاری فرمائی ہیں احباب جماعت بالخصوص عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ ان ہدایات کے مطابق پوری کوشش کریں تا زیادہ سے زیادہ احباب بالخصوص نوجوان نسل قرآن کریم کی تعلیمات سے واقف ہو کر اس کے مطابق اپنی عملی زندگی کو گذار سکیں۔

پہلی ہدایت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ جاری فرمائی ہے کہ

"روزانہ ایک دو آیتوں کا ترجمہ بطور درس مساجد میں سنایا جایا کرے"۔

اس ہدایت کی تعمیل میں درس دینے والے حضرات یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کریں کہ آیت کے ہر لفظ کا الگ الگ ترجمہ پہلے اچھی طرح سمجھایا جائے۔ مختلف اشتقاقات اس لفظ کے اور ان کا استعمال مختلف آیات میں جو ہو اسے سامنے رکھتے ہوئے لفظ کے معنی ذہن نشین کرائے جائیں۔ تا آیت کے ہر لفظ کا ترجمہ بخوبی سمجھ آ جائے۔ بعض درس دینے والے حضرات تفسیری ترجمہ کر کے نکل جاتے ہیں۔ اور سننے والوں کو الفاظ کے معنی ذہن نشین نہیں ہوتے۔

دوسری ہدایت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ جاری فرمائی ہے کہ

"گھروں میں تفسیر صغیر کا ترجمہ دس پندرہ منٹ کے لئے سنایا جائے"۔

تفسیر صغیر جو سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی تحریر فرمودہ ہے اس کی یہ خصوصیت ہے کہ ترجمہ بامحاورہ عام فہم اور تفسیری انداز میں ہے۔ بعض مشکلات کو ترجمہ میں ہی حل کر دیا ہے اس کے پڑھنے اور سنانے میں آیت کا صحیح مفہوم سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ اور ضروری مسائل و امور سے واقفیت حاصل ہو جاتی ہے

احباب جماعت اور مقامی جماعتوں کے عہدیداروں سے درخواست ہے کہ وہ مندرجہ بالا دو ہدایات کی روشنی میں اپنے ہاں درس و تدریس کا انتظام کریں اور نظارت دعوت و تبلیغ کو اس کی اطلاع دیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

رمضان المبارک کی اہمیت۔ صفحہ ۵ سے آگے

کی طرف اس بابرکت مہینہ میں خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ یعنی قرآن کریم اور دُعا۔ قرآن کریم اور دُعا کو اپنا لائحہ عمل بنا کر اس مہینہ کی برکات سے اپنی جھولیاں بھر لیں۔ حضرت مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ حافظ قرآن تھے جن کے متعلق ایک روایت ہے کہ ان کے اپنے بیان کے مطابق کہ "میں نے رمضان المبارک کے تیس دن میں تیس پارے قرآن شریف کے حفظ کر لئے"۔ اب یہ ٹھیک ہے کہ ان کا مقام بلند تھا۔ لیکن آجکل بھی اگر ہم کوشش کریں تو کیا تیس دن میں تیس سورۃ یا رکوع حفظ نہیں کر سکیں گے۔ اگر کوئی زیادہ عدیم الفرصت ہے تو تیس آیات حفظ بآسانی کر سکتا ہے۔ پھر اسی طرح دُعا کا مقام ہے انسان ایک عاجز بندہ ہے اور اس کے دو دشمن اس کے ساتھ ہیں۔ ایک اس کا اپنا نفس دوسرا شیطان جب تک عجز و انکساری سے آستانہ الٰہی پر نہیں گرتا۔ اور تمام مشکلات اپنے مالک حقیقی کے حضور پیش نہیں کرتا اور ایک بچے کی طرح جو روکر اپنی ماں کی مامتا اور محبت کو کھینچ لیتا ہے اور وہ سب کام چھوڑ کر اس بچے کو اپنے گود میں اٹھا لیتی ہے اسی طرح ایک مومن بندہ بھی جب تک خدا کے حضور نہیں گڑگڑاتا اس وقت خدا تعالیٰ کی محبت حاصل نہیں ہوتی۔ اور جب مومن کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا دودھ مل جاتا ہے تو وہ اپنی تمام مسرتیں تمام راحتیں اسی میں پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ماہ کی اہمیت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

شری کرشن ؑ اور آپکا ناقابلِ فراموش اپدیش ۔ بقیہ صفحہ ۲

خدا تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہیں"۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۳۰ حاشیہ)

پس کرشن جنم اشٹمی کے مبارک دن پر اگر ہمارے ہندو بھائی شری کرشن کا تذکرہ اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ان کے روحانی بزرگ تھے تو قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہم احمدی مسلمان بھی اپنے ان ہندو بھائیوں سے شری کرشن جی کی تعریف و توصیف کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں بلکہ جیسا کہ شری دیریندر نے کہا کہ جنم اشٹمی کی تقریب کا بہترین مقصد یہی ہے کہ ہم شری کرشن کے اپدیشوں کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں مہاپرشوں کی باتیں نہ کبھی جھوٹ ہو سکتی ہیں۔ اور نہ ان کا بتایا ہوا راستہ کبھی غلط ہو سکتا ہے کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم ٹھنڈے دل و دماغ سے ان سب حالات کا جائزہ لیں جو اس زمانہ میں ضلالت اور گمراہی کے ہر سو پھیل جانے کے نتیجہ میں پیدا ہو چکے ہیں۔ وہ کون ہے جسے زمانہ کے خوفناک طور سے بگڑ جانے کا اعتراف نہ ہو؟ جب یہ حقیقت ہے جس سے کسی کو انکار نہیں تو کیا اب وقت نہیں آگیا کہ ہم پوری سنجیدگی اور متانت سے ان باتوں پر بھی غور کریں جو ایک طرف تو مہاپرشوں کی زبانی بطور پیشگوئی بیان ہوئیں۔ اور دوسری طرف ویسے ہی حالات ہمارے زمانہ میں ظاہر ہو رہے ہیں اور ساتھ ہی اس زمانہ کا روحانی مصلح اور شری کرشن جی مہاراج کا مثیل ہونے کا ایک بزرگ انسان کو دعویٰ ہے ہمارا فرض بنتا ہے کہ ان کے دعویٰ پر سنجیدگی سے غور کریں اور اُن راہوں کی تلاش میں اپنے دلوں کو کشادہ کرتے ہوئے۔ نور اور صداقت جہاں بھی ملے اسے قبول کرنے کی کوشش کریں وباللہ التوفیق۔ وما علینا الا البلاغ المبین ؂

بقیہ اخبارِ احمدیہ:۔ قادیان ۲۹ ر ظہور اگست محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع محترمہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۳ ؍ کو حیدر آباد وغیرہ میں قریباً ایک ماہ قیام فرمانے کے بعد بخیریت واپس تشریف لے آئے۔ مقدس خاندان کے دیگر افراد و جملہ درویشان کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ: یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ دنیا کی زندگی کے آئندہ ہزار سال کے لئے خدا نے مجھے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی کے طفیل مجدد اور امام آخر الزمان بنایا ہے یعنی عمر دنیا کے آخری ہزار سال کے لئے آپ ہی مجدد ہیں۔

آخر میں حضور نے فرمایا ہمیں ہمیشہ یہ دعائیں کرتے رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو نفاق کے فتنہ سے محفوظ رکھے ہمارے اندر کسی قسم کی بناوٹ، نمائش، ریا اور تکبر پیدا نہ ہو اور خدا کی رضا ہمیں اس زندگی میں بھی اور اُخروی زندگی میں بھی حاصل رہے۔ اور اس کے پیار کے جلوے ہمیشہ ہماری زندگیوں میں ظاہر ہوتے رہیں۔ آمین ؂

ولادت:۔ برادرم مکرم ماسٹر محمد شریف صاحب بٹ قائد مجلس خدام الاحمدیہ رشی نگر کشمیر کے ہاں مورخہ ۲۳ ؍ کو پہلی بچی تولد ہوئی ہے۔ احباب جماعت سے بچی کے نیک اور خادم دین نیز والدین کے لئے قرۃ العین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ مکرم محمد شریف صاحب کی والدہ محترمہ ایک عرصہ سے صاحبِ فراش ہیں ان کی شفاءِ کاملہ و عاجلہ کے لئے بھی احباب جماعت کی خدمت میں درخواستِ دعا ہے۔ خاکسار: مبارک احمد بٹ قادیان

اظہارِ تشکر و درخواست دعا:۔ مکرم غلام دستگیر صاحب جاوید ابن محترم سید جہانگیر علی صاحب فلک نما حیدر آباد نے بٹن فیکٹری حیدر آباد سے ۲۰ کلو میٹر دور شمال میں تعمیر کروائی ہے جس کی خوشی میں موصوف نے ۱۵ ر اگست کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور محترمہ بیگم صاحبہ اور جماعت احمدیہ کے چند افراد کو دعوت پر مدعو کیا۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے فیکٹری میں جا کر دعا کرائی۔ اس خوشی میں مکرم جہانگیر علی صاحب نے درویش فنڈ میں یکصد روپیہ شکرانہ فنڈ میں یکصد روپیہ اور پچیس روپے اعانتِ بدر میں ادا کئے ہیں۔ احباب جماعت سے بٹن فیکٹری کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار۔ حمید الدین شمس مبلغ حیدر آباد

آج کے مسلمان اور تحریک جدید

دکیل المال تحریک جدید

انڈونیشیا کی آبادی ساڑھے آٹھ کروڑ ہے اس میں سے قریباً پچانوے فیصد آبادی مسلمان ہے اس کی ذیل کی خبر ایمان والے قلوب پر بجلی گرانے کے لئے کافی ہے۔ اور تحریک جدید کے ذریعہ اصلاح مسلمین و اشاعتِ اسلام کی مہم کی اہمیت واضح کرتی ہے۔

خبر:۔ "جنوری ۱۹۷۷ء میں شہر بنڈونگ میں جاوا (انڈونیشیا) کے جیب تراشوں کا ایک شاندار مقام پر اجتماع اس غرض سے ہوا کہ اپنے خلاف سرکاری مہم کے بارے میں مناسب انتظام کر سکیں۔ نیز اس اجلاس میں اصلاحی تنظیم کو بھی مستحکم کیا گیا"۔

(روزنامہ الجمعیت ۹ ر جنوری ۱۹۷۷ء)

چندہ جلسہ سالانہ

چندہ جلسہ سالانہ میں اب چار ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک سے یہ چندہ بھی چندہ عام اور حصہ آمد کی طرح لازمی چندہ ہے۔ اور اس کی شرح ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں ۱/۱۰ یا سالانہ آمد کا ۱/۱۲۰ واں حصہ مقرر ہے اس چندہ کی سو فیصدی ادائیگی جلسہ سالانہ سے قبل ہونی ضروری ہے تاکہ جلسہ سالانہ کے کثیر اخراجات کا انتظام بر وقت سہولت کے ساتھ ہو سکے۔

لہٰذا جن احباب اور جماعتوں نے تا حال اس چندہ کی سو فیصدی ادائیگی نہ کی ہو اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اس طرف جلد توجہ کر کے عند اللہ ماجور ہوں اور فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب جماعت کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

VARIETY CHAPPALPRODUCTS KANPUR
PHONES:-52325/52686 P.P
ورائٹی
پائیدار بہترین ڈیزائن پر
لیدر سول اور ربر شیٹ کے سینڈل
زنانہ و مردانہ چپلوں کا واحد مرکز
چپل پروڈکٹس کانپور
مکھنیا بازار ۴۲/۲۹

ہر قسم اور ہر ماڈل
کے موٹر سائیکل۔ موٹر کار۔ سکوٹر کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمایئے
AUTOWINGS
آٹو ونگس
32, SECOND MAIN ROAD
C.I.T COLONY
MADRAS. 600004
PHONE NO 76360

رمضان المبارک میں

صدقہ و خیرات اور فدیۃ الصیام کی ادائیگی!

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان

جماعت مومنین کے لئے ایک بار پھر ان کی زندگیوں میں رمضان المبارک آ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب کو اس ماہ صیام کی برکات سے وافر حصہ عطا فرمائے ان کے روزے اور دیگر عبادات مقبول ہوں۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے مطابق رمضان المبارک میں کثرت سے صدقہ و خیرات کرنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہمارے سامنے ہے کہ آپ رمضان المبارک میں تیز رفتار آندھی سے بڑھ کر صدقہ و خیرات فرمایا کرتے تھے۔

رمضان شریف کے مبارک مہینے میں ہر عاقل و بالغ اور صحت مند مسلمان مرد اور عورت کے لئے روزہ رکھنا فرض ہے روزے کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکان اسلام کی البتہ جو مرد اور عورت بیمار ہو نیز ضعیف پیری یا کسی دوسری حقیقی مجبوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کو اسلامی شریعت نے فدیۃ الصیام ادا کرنے کی رعایت دی ہے۔ اصل فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق ہر روزے کے عوض کھانا کھلا دیا جائے اور یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے۔ تاکہ وہ رمضان المبارک کی برکات سے محروم نہ رہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان کے مطابق تو روزہ داروں کو بھی جو استطاعت رکھتے ہوں فدیۃ الصیام دینا چاہیئے۔ تاکہ ان کے روزے مقبول ہوں اور جو کمی کسی پہلو سے ان کے اس نیک عمل میں رہ گئی ہو وہ اس زائد نیکی کے صدقے پوری ہو جائے۔

پس ایسے احباب جو مرکز سلسلہ قادیان میں جماعتی نظام کے تحت اپنے صدقات اور فدیۃ الصیام کی رقوم مستحق غرباء اور مساکین میں تقسیم کرانے کے خواہش مند ہوں وہ ایسی جملہ رقوم "امیر جماعت احمدیہ قادیان" کے پتہ پر ارسال فرمائیں انشاء اللہ ان کی طرف سے اس کی مناسب تقسیم کا انتظام کرا دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان شریف کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق دے اور سب کے روزے اور دیگر عبادات قبول فرمائے آمین:

مرزا وسیم احمد
امیر جماعت احمدیہ قادیان

جماعت احمدیہ اتر پردیش کی گیارھویں سالانہ کانفرنس

بمقام لکھنؤ

مہمان خصوصی: صاحبزادہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان

زیر صدارت: الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن

افتتاح: الحاج مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ فرمائیں گے۔

بتاریخ ۱ ر ۲ ر ۳ ر اخاء (اکتوبر) ۱۹۷۷ء

مرکزی مقررین کرام کے علاوہ جناب ڈاکٹر حافظ صالح محمد الہ دین صاحب پی ایچ ڈی صدر شعبہ اسٹرونومی عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن اور "آزاد نوجوان" کے ایڈیٹر جناب محمد کریم اللہ صاحب نوجوان کانفرنس میں شرکت فرما رہے ہیں اتر پردیش کی جماعتوں سے بالخصوص اور دیگر احباب جماعت سے بالعموم درخواست ہے کہ کانفرنس میں خود بھی شریک ہوں اور اپنے دوستوں کو بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے ہمراہ لائیں۔

جلسہ دارین و صادرین کے قیام و طعام کی ذمہ داری مجلس استقبالیہ پر ہوگی۔ البتہ موسم کے مطابق ہلکا بستر اپنے ہمراہ لاویں۔ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کو ہر طرح بابرکت کرے۔

خاکسار
عبد الحی فضل صدر مجلس استقبالیہ

پتہ: C/O AHMADI & CO
BAHADURGANJ
SHAHJAHANPUR 242001 (U.P.)

صدقۃ الفطر

صدقۃ الفطر بظاہر ایک چھوٹا اور معمولی سا حکم ہے۔ مگر بعض احکام جو دیکھنے میں معمولی نظر آتے ہیں حقیقت میں وہ بڑے اہم اور ضروری ہوتے ہیں ان کا ادا کرنا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور نہ ادا کرنا خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو سکتا ہے اس قسم کے اسلامی حکموں میں سے جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں ایک حکم صدقۃ الفطر کا ہے۔ جو کہ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں پر خواہ کسی حیثیت کے ہوں فرض ہے۔ جو شخص اس فرض کو ادا نہ کر سکتا ہو اس کی طرف سے اس کے سرپرست یا مربی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ادا کرے۔ بلکہ معتبر روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غلام اور نوزائیدہ بچوں پر بھی صدقۃ الفطر فرض ہے۔

اس کی مقدار اسلام نے ہر ذی استطاعت شخص کے لئے ایک صاع حجازی پیمانہ مقرر کی ہے جو کم و بیش اڑھائی سیر کا ہوتا ہے۔ سالم صاع کا ادا کرنا افضل اور اولیٰ ہے۔ البتہ جو شخص سالم صاع ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ نصف صاع بھی ادا کر سکتا ہے۔ چونکہ آجکل صدقۃ الفطر نقدی کی شکل میں ادا کیا جاتا ہے اس لئے جماعتیں غلہ کے مقامی نرخ کے مطابق فطرانہ کی شرح مقرر کر سکتی ہیں۔

صدقۃ الفطر کی ادائیگی عید الفطر سے پہلے ہونی چاہیئے۔ تاکہ بیواؤں اور یتیموں کو اس رقم سے طعام اور لباس کے لئے بر وقت امداد دی جا سکے۔

یہ رقم مقامی غرباء اور مساکین پر بھی خرچ کی جا سکتی ہے۔ لیکن جن جماعتوں میں صدقۃ الفطر کے مستحق لوگ نہ ہوں وہ ایسی تمام رقوم مرکز بھجوائیں۔ یاد رہے کہ غلہ کی اوسط قیمت کے مطابق ایک صاع کی قیمت تین روپے اور نصف صاع کی قیمت ڈیڑھ روپیہ بنتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے جملہ احباب جماعت کو ان ضروری فریضوں کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے آمین

ناظر بیت المال آمد قادیان

عید فنڈ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک سے ہر کمانے والے احمدی کے لئے کم از کم ایک روپیہ عید فنڈ کی شرح چلی آ رہی ہے اب جبکہ روپیہ کی قیمت کئی گنا گر چکی ہے تو احباب جماعت کو چاہیئے کہ اپنے عید کے اخراجات میں کفایت کرتے ہوئے اس مد میں حسب توفیق زیادہ سے زیادہ رقم ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

چونکہ عید الفطر قریب آ رہی ہے اس لئے جملہ جماعتوں کے سیکرٹریان کی اس چندہ کی طرف خاص طور پر توجہ دلاتے ہوئے درخواست ہے کہ وہ چندہ عید فنڈ کی وصولی کا اہتمام کریں اور کل وصول شدہ رقم مرکز میں بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ تمام دوستوں کو اس کی توفیق بخشے آمین

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

درخواست دعا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور احباب کرام کی خصوصی دعاؤں سے میرا بیٹا عزیز عبد الرشید بدر اب بفضلہ تعالیٰ صحت سے ہے اور لدھیانہ میڈیکل کالج میں ایم بی بی ایس فائنل کی تیاری کر رہا ہے جو مورخہ ۱۵ ر نومبر کو فائنل امتحان شروع ہوگا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو ہر طرح صحت و عافیت سے رکھے آخری امتحان کے وقت تمام مضامین میں نمایاں کامیابی عطا فرمائے اور ہر طرح اپنا فضل شامل حال رکھے آمین۔ خاکسار محمد حفیظ بقاپوری
ایڈیٹر بدر قادیان